بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

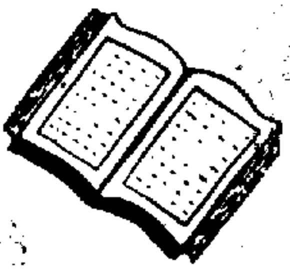

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

فون ۶۹۲

الفرقان

خصوصی

"مذاہبِ عالم پر نظر"

جنوری ۱۹۷۳ء

اطلاع
معزز محبا! آپکا چندہ ختم ہے دس روز کے اندر چندہ ارسال فرمائیں ورنہ اگلا پرچہ وی پی ارسال ہوگا۔
مینیجر الفرقان ربوہ

سالانہ اشتراک
پاکستان — آٹھ روپے
بیرونی ممالک بحری ڈاک — ۱ پونڈ
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک — ۲ پونڈ

مدیر مسئول

حَجّ بَیْتُ اللّٰہِ الحَرام

زندہ خدا کی ہستی پر ایک درخشندہ بُرہان

مکّہ معظمہ میں کعبۃ اللہ وہ پہلا بابرکت گھر ہے جسے سب انسانوں کی عبادت کے لئے ابتدائے آفرینش سے مقرر کیا گیا۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (آل عمران ع۱۰)

تقریباً چار ہزار برس پیشتر جب اس گھر کے آثار مندرس ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے دو اولو العزم نبیوں، حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کے ذریعہ اس کی دیواریں پھر استوار کرائیں۔ فرمایا وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ (بقرہ ع۱۵) کہ اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیل اس بیت اللہ کی بنیادیں بلند کر رہے تھے اور اس گھر کو ازسرِ نو تعمیر کر رہے تھے وہ کتنا پُرکیف منظر تھا۔

اس گھر کے دوبارہ مکمل ہو جانے پر ایک طرف اللہ تعالیٰ نے ان دو بزرگ نبیوں اور ان کے توسّط سے ان کی اُمتوں کو یہ حکم دیا اَنْ طَھِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ (بقرہ ع۱۵) کہ میرے اس گھر کو طواف کرنے والوں اس میں اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والے نمازیوں کے لئے پاک و صاف رکھو۔

دوسری طرف حضرت ابراہیمؑ کو فرمایا اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (الحج ع۴) کہ آپ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ وہ اس گھر کی زیارت کے لئے آئیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ پیدل بھی اور سفروں کے طولانی ہونے کے باعث دُبلی ہو جانے والی اونٹنیوں اور تیز رَو سواریوں پر دُور دراز سے حج کے لئے آئیں گے۔

اسی وقت سے حج کعبۃ اللہ جاری ہے۔ یہودیت اور مسیحیت کے بعد کے پیروؤں نے ابراہیمی ملّت کو مسخ کر دیا تھا اور حج بیت اللہ الحرام کو تبدیل کر دیا۔ قریش اور دیگر مشرک قبائل نے حج کو تو جاری رکھا مگر خدائے واحد کے اس گھر کو بڑا بُت خانہ بنا دیا کہ ہر نئے دن کے لئے نیا بُت پُوجا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سرورِ کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملّتِ ابراہیمی کے احیاء کے لئے مبعوث فرمایا۔ قریش نے سالہاسال تک متقی مسلمانوں کو حج بیت اللہ سے جبراً روکا حالانکہ بموجب کلام الٰہی اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (انفال ع۴) وہی اس کے حقیقی متولّی تھے۔ آخر کار آپؐ نے اور آپؐ کے جلیل القدر صحابہؓ نے عظیم قربانیوں کے بعد بیت اللہ کو بتوں سے پاک کیا اور پھر ابراہیمی طریق کے مطابق حج بیت اللہ الحرام کو دائمی طور پر جاری فرمایا۔

قرآن مجید نے کعبۃ اللہ کے ہمیشہ محفوظ رہنے اور اسلامی حج کے ہمیشہ جاری رہنے کا واضح اعلان فرمایا:-

بے لوث خدمت خلق کا ایک نمونہ

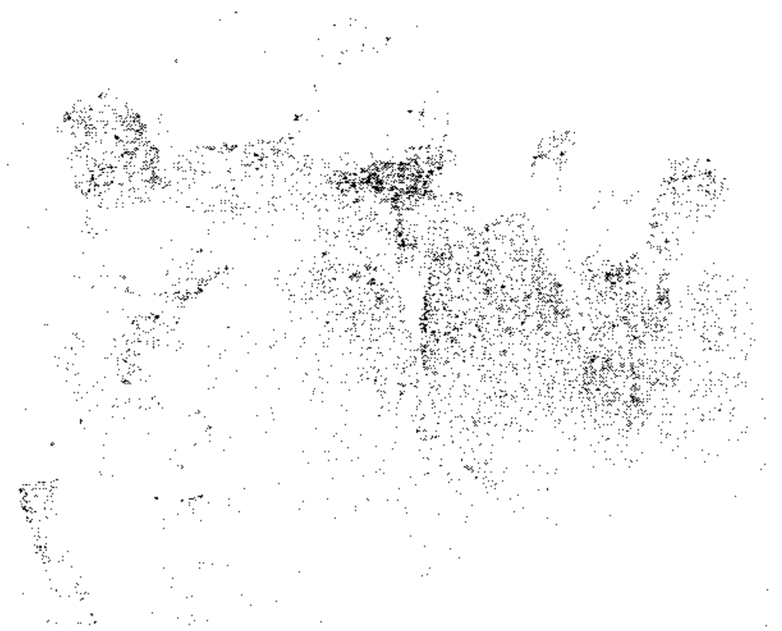

غانا مغربی افریقہ میں پاکستانی سفیر عزت مآب جناب ایس۔ اے۔ **سعید** نے **نصرت جہاں احمدیہ** ہسپتال اسوکورے (غانا) کا معاینہ فرمانے کے بعد ہسپتال کی کتاب میں تحریر فرمایا:

"اس ہسپتال کے قیام پر جملہ ابتدائی مشکلات اور رکاوٹوں کا مقابلہ کرنے کے بعد ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب عوام کی بے لوث خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ میں ان سے بے حد متاثر ہوا ہوں"

نوٹ: ۴ مارچ ۱۹۷۱ء کو مکرم ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب نے اس ہسپتال کو جاری فرمایا تھا۔ ستمبر ۱۹۷۲ء تک ایک لاکھ بائیس ہزار تین سو مریضوں کا علاج اس ہسپتال میں ہوا اور اس عرصہ میں ۱۶۳۳ اپریشن ہوئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲۳ شمارہ ۱

ماہنامہ الفرقان ربوہ
جنوری ۱۹۷۳ء

ذوالحجہ ۱۳۹۲ ہجری قمری
صلح ۱۳۵۲ ہجری شمسی

الفہرست

• حج بیت اللہ الحرام	مدیر	ص۲
• اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا ظہور (ہمارے تازہ جلسہ سالانہ کے روحانی اثرات)	"	ص۳
• ہجوم عاشقاں (نظم)	جناب ثاقب زیروی	ص۵
• شذرات	مدیر	ص۶
• اقتضائے عشقِ حقیقی (نظم)	جناب چودھری شبیر احمد صاحب	ص۸
• البیان (سورۃ الانعام کا ترجمہ و مختصر تفسیر)	ابوالعطاء	ص۹
• درس الحدیث	"	ص۱۳
• اسلام کی امتیازی شان (ماخوذ) (کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)		ص۱۴
• احیاء موتیٰ کا ایک زندہ واقعہ نظم جناب چودھری عبدالسلام صاحب اختر ایم اے		ص۱۵
• فضائل قرآن مجید از روئے حقوق العباد (تقریر ابوالعطاء جالندھری جلسہ سالانہ ۱۹۷۲ء)		ص۱۷
• تضمین بر شعر حضرت مسیح موعودؑ (نظم) جناب عبدالحمید صاحب آصف ایم اے		ص۳۹
• الانسان الکامل (عربی نظم) جناب پروفیسر محمد عثمان صاحب صدیقی ایم اے		ص۴۰
• مقتبسات (ماخوذ از جرائد و مجلات)		ص۴۱
• تفہیمات ربانیہ پر تبصرہ	ماہنامہ تحریک جدید	ص۴۵

تبلیغی و تعلیمی مجلہ

الفرقان

جنوری ۱۹۷۳ء

فون نمبر: ۶۹۲

مدیر مسئول

ابوالعطاء جالندھری

پنجسالہ معاونین خاص

پاکستانی خریدار چالیس روپے یکمشت ادا فرما کر معاونین خاص میں شامل ہو سکتے ہیں۔ پانچ سال تک رسالہ بھی ملتا رہیگا اور دعا کی تحریک بھی ہوگی۔

سالانہ اشتراک

پاکستان ۔ ۔۔ ۔۔ آٹھ روپے
بیرونی ممالک ۔ بحری ڈاک ایک پاؤنڈ
" " ہوائی ڈاک دو پاؤنڈ

قیمت فی رسالہ: اسّی پیسے

ترسیل زر بنام مینجر الفرقان ربوہ ہو!

حَجُّ بَیْتِ اللّٰہِ الْحَرَام

زندہ خدا کی ہستی پر ایک درخشندہ برہان

مکہ معظمہ میں کعبۃ اللہ وہ پہلا بابرکت گھر ہے جسے سب انسانوں کی عبادت کے لئے ابتدائے آفرینش سے مقرر کیا گیا۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ٥ (آل عمران ع ۱۰)

چار ہزار برس پیشتر جب اس گھر کے آثار مندرس ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے دو اولوالعزم نبیوں، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کے ذریعہ اس کی دیواریں پھر استوار کرائیں۔ فرمایا وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ (بقرہ ع ۱۵) کہ اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیل اس بیت اللہ کی بنیادیں بلند کر رہے تھے اور اس گھر کو از سرِ نو تعمیر کر رہے تھے وہ کتنا پُر کیف منظر تھا۔

اس گھر کے دوبارہ مکمل ہوجانے پر ایک طرف اللہ تعالیٰ نے ان دو بزرگ نبیوں اور ان کے توسط سے ان کی اُمتوں کو یہ حکم دیا اَنْ طَھِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ (بقرہ ع ۱۵) کہ میرے اس گھر کو طواف کرنے والوں اس میں اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والے نمازیوں کے لئے پاک و صاف رکھو۔

دوسری طرف حضرت ابراہیمؑ کو فرمایا اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (الحج ع ۴) کہ آپ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ وہ اس گھر کی زیارت کے لئے آئیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ پیدل بھی اور سفروں کے طولانی ہونے کے باعث دُبلی ہوجانے والی اونٹنیوں اور تیز رَو سواریوں پر دُور دراز سے حج کے لئے آئیں گے۔

اسی وقت سے حج کعبۃ اللہ جاری ہے۔ یہودیت اور مسیحیت کے بعد کے پیرووں نے ابراہیمی ملّت کو مسخ کر دیا تھا اور حج بیت اللہ الحرام کو تبدیل کر دیا۔ قریش اور دیگر مشرک قبائل نے حج کو تو جاری رکھا مگر خدائے واحد کے اس گھر کو بڑا بُت خانہ بنا دیا کہ ہر نئے دن کے لئے نیا بُت پُوجا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سرورِ کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملّتِ ابراہیمی کے احیاء کے لئے مبعوث فرمایا۔ قریش نے سالہا سال تک متقی مسلمانوں کو حج بیت اللہ سے جبراً روکا حالانکہ بموجب کلام الٰہی اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (انفال ع ۴) وہی اس کے حقیقی متولّی تھے۔ آخر کار آپؐ نے اور آپؐ کے جلیل القدر صحابہؓ نے عظیم قربانیوں کے بعد بیت اللہ کو بتوں سے پاک کیا اور پھر ابراہیمی طریق کے مطابق حج بیت اللہ الحرام کو دائمی طور پر جاری فرمایا۔

قرآن مجید نے کعبۃ اللہ کے ہمیشہ محفوظ رہنے اور اسلامی حج کے ہمیشہ جاری رہنے کا واضح اعلان فرمایا:۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

(المائدہ ع۱۳)

کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ، عزت والے گھر کو لوگوں کی بقاء کا ذریعہ بنایا ہے ایسا ہی عزت والے مہینوں، قربانیوں اور اُن کے ہاروں کو بھی۔ یعنی بیت اللہ الحرام کی عظمت اور اس کے حج کا طریق تا قیامت جاری رہے گا۔ اسے انسانو! یہ اعلان اس لئے کیا جاتا ہے تا تمہیں معلوم ہو سکے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے جملہ واقعات سب چیزوں اور سارے بھیدوں کو خوب جانتا ہے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔"

قرآن پاک کی اس پیشگوئی میں بیت اللہ کے دائمی طور پر لیے رنگ میں محفوظ رہنے کی خبر دی گئی ہے کہ اس کے حج کا سلسلہ ہمیشہ باقی رہے گا اور ہر سال اکنافِ عالم سے آنے والے مسلمان ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں اس گھر کی برکات سے مستفید ہونے کے لئے اس جگہ آتے رہیں گے۔

اس عظیم پیشگوئی پر چودہ سو برس (۱۴۰۰) بیت گئے ہیں تاریخ گواہ ہے کہ اس گھر کا حج کرنے کے لئے تمام ممالک سے حاجی قافلوں میں آتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ روز افزوں ہے۔ ہر حاجی کا وجود اس بات پر گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جو خبر دی تھی وہ پوری ہو رہی ہے۔ دنیا کی بادشاہتیں تبدیل ہوئیں دنیا میں عظیم انقلابات آئے۔ بڑی بڑی مستحکم عمارتیں مسمار ہو گئیں، ان کا نام و نشان تک مٹ گیا مگر خدا کا یہ پاک گھر پوری عظمتوں کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم رہا۔ اسلام کے عشاق والہانہ طور پر اس کے گرد جمع ہوتے، طواف کرتے، حج کے مناسک ادا کرتے اور مجموعی طور پر اپنے رب کی بات کی سچائی پر گواہی دیتے رہے ہیں اور رہتی دنیا تک گواہی دیتے رہیں گے۔ اے کاش! کہ بینا آنکھیں دیکھیں اور غور کرنے والے دل غور کریں۔

آج جبکہ یہ سطور لکھی جا رہی ہیں مکہ معظمہ میں حج ہو رہا ہے عرفات کے میدان میں دس لاکھ کے قریب حجاج، سفید و سیاہ فام، مشرقی و مغربی، دنیا بھر کے ممالک سے جمع ہو کر عاشقانہ انداز میں اللّٰھمّ لبّیک لبّیک لا شریک لک لبّیک کے وجد انگیز نعرے لگا رہے ہیں۔ اخباری اطلاع کے مطابق اٹھائیس ہزار کے لگ بھگ پاکستانی بھی اس محشر کے میدان میں خدائے واحد کے آگے سربسجود ہیں۔ کتنا ایمان پرور یہ نظارہ ہے اور اس میں کس قدر واضح برہان اس بات پر ہے کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے اس کی ہر بات ضرور پوری ہو کر رہتی ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام حج کرنے والوں کے قلوب کو منور کرے، اُن کا حج رسم نہ ہو حقیقت ہو۔ انہیں خلوصِ نیت عطا فرمائے اور اُن کی دعاؤں کو قبول فرمائے اور عالمِ اسلام کے تمام ممالک کے باشندوں کو عمل بالقرآن اور اشاعتِ دینِ حنیف کی توفیق عطا فرمائے۔ اللّٰھمّ آمین یا ربّ العٰلمین ☆

اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا ظہور

ہمارے تازہ جلسہ سالانہ کے روحانی اثرات!

اللہ تعالیٰ کے پاک کلام قرآن مجید کے مطابق اس آخری زمانہ میں مسیح موعود اور مہدی معہود کے ذریعہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ مقدر ہے۔ آیت وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے مطابق درحقیقت یہ سب کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کا ظہور ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کے قیام کے ساتھ اس کی اجتماعی روحانی تربیت کے لئے **جلسہ سالانہ** مقرر فرمایا۔ قادیان میں پہلے جلسہ سالانہ پر پچھتر (۷۵) مخلصین جماعت جمع ہوئے تھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ چنانچہ امسال ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۷۲ء کے اجتماع میں مرکزِ روحانیت ربوہ میں اپنے امام ہمام ایدہ اللہ بنصرہ کے اور علماء سلسلہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات سننے کے لئے پاکستان و بیرونِ پاکستان سے کم و بیش پچھتر ہزار (۷۵۰۰۰) مرد اور پینتالیس ہزار (۴۵۰۰۰) مستورات کُل ایک لاکھ بیس ہزار افراد جمع ہوئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

تعداد کی ترقی کے ساتھ ساتھ دین کے لئے قربانی و ایثار کے جذبات میں بھی غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے۔ اسی بناء پر اکنافِ عالم میں اشاعتِ اسلام اور تعلیم قرآن کے لئے مراکز کھل رہے ہیں، مساجد تعمیر ہو رہی ہیں۔ ہر جگہ زندگی وقف کرنے والے نوجوان ہمہ تن تبلیغِ دین میں مصروف ہیں۔

ہمارا جلسہ سالانہ احبابِ جماعت میں روحانی برقی قوت پیدا کر دیتا ہے۔ چنانچہ سب سامعین نئے عزائم، نئے ولولوں اور نئی قربانیوں کی روح سے سرشار ہو کر واپس جاتے ہیں۔

اس سال کا جلسہ سالانہ ہر لحاظ سے ایک **کامیاب ترین** جلسہ تھا۔ جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے **اعلان** فرمایا کہ جماعت کی تعداد تمام ممالک میں **ایک کروڑ** ہو چکی ہے اور بہت جلد جماعت احمدیہ **اشاعتِ اسلام** کے لئے **نائیجیریا** سے آلۂ **نشر الصوت** کے ذریعہ **توحید کا پیغام** پھیلائے گی انشاء اللہ۔ تو سامعین کے دل اللہ کی تعریفوں سے بلیّوں اچھلنے لگے کہ ہمارا ربِّ کریم کس طرح جماعت احمدیہ کو اپنے فضلوں سے نواز رہا ہے۔ ہر زبان پر اللہ کی ستائش تھی۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین ۔

ہجُومِ عاشقاں

(شاعرِ احمدیت محترم جناب ثاقب زیروی)

یہ نظم ۲۶؍دسمبر ۱۹۷۲ء کو ۸۰ ویں جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے افتتاحی خطاب سے قبل محترم ثاقب صاحب نے خوش الحانی سے پڑھی (ایڈیٹر)

عشقِ احمد کو دل و جاں میں بساتے آئیے
رُوح کی دُھندلاہٹوں کو جگمگاتے آئیے

اس زمیں پر چشمۂ رُوحانیت ہے موجزن
اس وقارِ نَو بہ نَو کے گیت گاتے آئیے

اس زمیں پر ضَوفشاں ہے زندگی کا آفتاب
زندگی کے ولولوں کو جگمگاتے آئیے

ان فضاؤں کی ہیں زینت قُدسیانِ رنگ و بُو
رنگ و بُوئے قُدسیاں دل میں بساتے آئیے

ہر طرف ہے حُسنِ سیرت سوزِ دل سجدوں کا نُور
ان حسیں انوار سے آنکھیں مِلاتے آئیے

ناپئے اس سرزمیں کو سجدہ ہائے شوق سے
رہگزاروں پر اُجالوں کو بچھاتے آئیے

یہ ہجُومِ عاشقانِ مہدئ موعودؑ ہے
اس ہجومِ عاشقاں میں مُسکراتے آئیے

دیدنی ہے اجتماعِ خیر و برکت کی فضا
خدمتِ اسلام کا پرچم اُڑاتے آئیے

ہر قدم پر، ہر نظر میں، ہر طرف سے بار بار
آئیے شمعِ عقیدت کو جلاتے آئیے

زینتِ بزمِ وفا ہیں ناصرِ دینِ مُبیں
نُصرتِ دینِ مُبیں کی لَو لگاتے آئیے

بٹ رہی ہے دولتِ رُوحانیت ثاقبؔ یہاں
دامنِ حُسنِ طلب آگے بڑھاتے آئیے

شذرات

۱۔ بائیبل کے ترجمے اور ابطالِ الوہیتِ مسیح!

یسعیاہ ۷/۱۴ میں لفظ علمہ کا ترجمہ عیسائی محققین کنواری کی بجائے جوان عورت یا لڑکی کر رہے ہیں۔ مسیحی رسالہ کلامِ حق گوجرانوالہ لکھتا ہے:-

"نئے نئے ترجموں میں جوان عورت یا لڑکی لکھا گیا ہے لیکن کنواری اور جوان عورت اور لڑکی میں بہت فرق ہے۔"

(کلامِ حق دسمبر ۷۲ء صفحہ ۱۱)

آگے لکھا ہے:-

"اگر مریم مقدسہ کنواری نہ تھی صرف لڑکی یا جوان عورت کی حیثیت رکھتی تھی تو پھر مسیح خدا کا بیٹا نہیں ہو سکتا۔" (صفحہ ۱۲)

الفرقان۔ گویا اللہ تعالیٰ مسیح کی الوہیت کی تردید خود عیسائی پادریوں اور محققین سے کرا رہا ہے۔ کیا اب بھی کسی عقلمند کو اس میں شبہ ہو سکتا ہے کہ **کسرِ صلیب** کا دورِ موعود آ چکا ہے؟

۲۔ مسلمان کی تعریف میں ختمِ نبوت کا اقرار کافی نہیں!

اکوڑہ خٹک پشاور کا ماہنامہ الحق لکھتا ہے:-

"ہمیں خوشی ہے کہ اب اتنی لے دے کے بعد مسلمان کی ایک حد تک تعریف شامل کرنے پر اتفاق ہو چکا ہے۔ مگر اس میں صرف اللہ کی وحدانیت حضورؐ کی ختمِ نبوت اور آخرت کا اقرار کافی نہیں کہ اس طرح **مقصد حاصل نہیں ہو سکتا** نہ تعریف کی جامعیت مانعیت برقرار رہ سکتی ہے۔ مرزائی تو ابھی سے خوشی منا رہے ہیں کہ **ہم ختمِ نبوت کے قائل ہیں** اور اب تو قانوناً اپنے آپ کو مسلم منوانے کا موقع یہ تعریف فراہم کر دے گی۔"

(ماہنامہ الحق جنوری ۷۳ء صفحہ ۴)

الفرقان۔ گویا ان علماء کا "مقصد" ختمِ نبوت کا اقرار نہیں بلکہ کچھ اور ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خلوص اور سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔

۳۔ مسلمان کہلانے والوں کے لئے عبرت

اسلام آباد کا ماہنامہ فکر و نظر لکھتا ہے:-

"یہ ملّت آج خود اپنے مرکزِ ثقل سے ہٹ چکی ہے اور اس کی جو حالت اس وقت ہے وہ ہو بہو قرآن کے ان الفاظ کی مصداق ہے۔ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّ قُلُوبُهُمْ شَتّٰى تم انہیں یکجا سمجھتے ہو حالانکہ ان کے دل بٹے ہوئے ہیں۔ یہ آیتِ قرآنی جہاں آئی ہے اپنے سیاق و سباق کے لحاظ سے منافقین کے بارے میں ہے مسلمان کہلانے والوں

اقتضائے عشقِ حقیقی

"سینہ مے باید تہی از غیرِ یار"

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پاکیزہ فارسی منظوم کلام میں ایک مقام پر چار اشعار میں حضرتِ احدیت سے عشقِ حقیقی کا اقتضاء بیان فرمایا ہے جس کا اُردو منظوم ترجمہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ (شبّیر احمد واقفِ زندگی)

سینہ میں کچھ بھی ہو نہ فقط یار کے سوا
معمور اُس کی یاد سے بس دل رہے سدا

قربان جان ہو تو رہِ یار ہی میں ہو
سر ہو فدا تو اُس کے ہی پاؤں میں ہو فدا

معلوم ہے تجھے کہ ہے کیا رسم عاشقی
تجھ کو بتاؤں گر تجھے دعویٰ ہے عشق کا

آنکھیں تمام دُنیا سے اپنی تو مُوند لے
ہر نقشِ غیر، تختیٔ دل سے تو دے مٹا

(خاص برائے الفرقان)

کے لئے عبرت کی جا ہے "
(ماہنامہ فکر و نظر جنوری ۱۹۷۳ء صفحہ ۳۷)

الفرقان ۔ کیا ایسی ملت کی اصلاح کے لئے آسمانی مامور کی ضرورت نہیں ؟

۴۔ "اسلام میں آزادیٔ عقیدہ"

اس عنوان سے المنبر لائل پور لکھتا ہے :۔

" اسلام کی تمام جنگیں خواہ وہ قریش کے خلاف لڑی گئیں یا فارس اور روم کے خلاف وہ تلوار کے زور سے اسلام پھیلانے کی جنگیں ہرگز نہیں تھیں بلکہ ان کے سد راہ ظالموں کے خلاف تھیں جو اپنی سیاسی طاقت کو حریت عقیدہ کا حق سلب کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے اور اطمینان قلب کی متاع گراں مایہ کو تلوار کے زور سے چھین لینے کی تعدی کرتے تھے "

(المنبر یکم ستمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۵)

الفرقان ۔ قرآنی آیت لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کی روشنی میں مسلمان اسلام پھیلانے کے لئے جنگ کر ہی نہیں سکتے تھے ۔

۵۔ اصحابِ فتویٰ علماء کے گروپ فوٹو

" تصویر کا اتارنا ، اتروانا دونوں حرام ہیں اور حرام اضطرار کے بغیر حرام ہی رہتا ہے اور اضطرار کی حالت میں اسکی حلت نہیں اس کے ارتکاب پر معافی ہے کا تصور اصحاب علم کے ہاں معروف ہے لیکن جب فوٹو کو حرام قرار دینے والے اصحابِ فتویٰ خود لائن میں کھڑے ہو کر گروپ فوٹو کھچوائیں ، دینی تقریبات میں اصحاب اہتمام و انتظام اپنے ہاں سے مصارف (اور بعض صورتوں میں صدقات و عطیات بلکہ زکوٰۃ تک پر مشتمل فنڈز بھی) ادا کر کے تصویر کشی کا اہتمام کریں تو اس کے بعد یہ سزا تو چھوٹوں بڑوں کو ملنا ہی چاہیئے تھی کہ عام مسلمانوں کے علاوہ خطیبوں ، مفتیوں ، صوفیاء ، پیروں کو بھی تصویر کھچوا کر شناختی کارڈ رکھنے کا حکم دیا جائے اور وہ بسر و چشم اسکی تعمیل کریں " (المنبر ۲ دسمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۲۱)

الفرقان ۔ فوٹو کو حرام سمجھنے والے علماء آیت کریمہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کو بھی مدنظر رکھیں نیز غور کریں کہ ان کے قول و عمل میں تضاد کیوں ہے ؟

۶۔ دُودھ دینے والا بکرا

الفرقان کی اس اشاعت میں دوسری جگہ روزنامہ نوائے وقت لاہور (۱۰ دسمبر ۱۹۷۲ء) کا ایک اقتباس شامل ہے نیز ایک بکرے کا فوٹو بھی شائع ہو رہا ہے ۔ یہ ان آریہ یا نیچریوں کا جواب ہے جو اللہ تعالیٰ کے قانونِ قدرت کو اپنی عقل کے ذریعہ محدود قرار دیتے ہیں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے زمانہ کے علیگڑھ کے ایک ایسے بکرے کا ذکر فرمایا تھا جس پر مولوی لوگ بھی معترض ہوتے رہے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے یہ اقتباس اور فوٹو شائع کیا جا رہا ہے ۔

سُورۃ الانعام ع

البیان

قرآن مجید کا سلیس اُردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ

اے رسول! اس کتاب کے ذریعہ سے ان لوگوں کو خبردار کر جنہیں اپنے رب کے حضور اکٹھے کئے جانے کا خوف ہے　ان کے لئے

لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ وَلَا

اللہ تعالیٰ کے مقابل میں کوئی دوست مددگار اور سفارشی نہ ہوگا　تاکہ وہ لوگ تقویٰ اختیار کریں۔

تفسیر:۔ اِس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کے باہمی تعلق کو واضح فرمایا ہے۔ نیز یہ بتایا ہے کہ کفار کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا مشن ہے۔

پہلی آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن لوگوں کے دل میں خشیتِ خدا ہے اور وہ اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے اور حشر میں اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے۔ ایسے لوگوں کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ انہیں آنے والے عذاب سے ڈرا، آنے والے خطرہ سے انہیں آگاہ کرتا یہ عذاب سے بچ جائیں اور تقوٰی کی زندگی اختیار کریں۔ فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے اللہ کے مقابلہ میں کوئی دوست اور شفاعت کرنے والا نہ ہوگا۔ صرف اللہ ہی انسانوں کی جائے پناہ ہوسکتا ہے اور کوئی نہیں۔ لفظ انذار عربی زبان میں ہوشیار کرنے اور ڈرانے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اِس آیت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ انذار کا فائدہ وہی لوگ اُٹھاتے ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ پر ایمان ہوتا ہے اور وہ حشر میں اس کے سامنے پیش ہونے سے ڈرنے والے ہوتے ہیں۔

دوسری آیت میں ضمنی طور پر کفار کی اس خواہش کا رد کیا گیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ

تو ان (ایماندار) لوگوں کو اپنے پاس سے مت دھتکار جو صبح شام یعنی دن رات اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کے

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

چہرے کے طلبگار ہیں اسکی رضا چاہتے ہیں۔ تیرے ذمہ ان کے حساب میں سے کچھ نہیں

وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ

اور نہ تیرے حساب میں سے ان کے ذمہ کچھ آتا ہے تو اگر ان کو دھتکارے

اکابر کفار کی خاطر غریب مومنوں کو پرے کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ محض رضا الٰہی کی خاطر صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں، اس سے دعائیں کرتے ہیں پیغمبر انہیں اپنے قرب سے کس طرح محروم کر سکتے ہیں جبکہ اسلامی تعلیم کے مطابق وہ لوگ اپنے اعمال کے ذمہ وار ہیں اور رسول اپنے اعمال کے جواب دہ۔ یہ نیک لوگ تو پیغمبر کے مشن کی تکمیل کرنے والے ہیں۔ پیغمبر علیہ السلام انہیں اپنے قرب میں جگہ دیں گے نہ کہ انہیں دھتکاریں گے۔ ایسے لوگوں کو دھتکارنا تو صریح ظلم ہے۔

تیسری آیت میں وضاحت کر دی ہے کہ اس سے پہلی آیت میں درحقیقت ان متکبر کفار کی خواہش کی تردید ہی مقصود تھی اسلئے فرمایا کہ غریب مومنوں کا پہلے ایمان لے آنا اور قرب الٰہی پانے کے لئے دن رات مشغول رہنا ان کفار کے لئے ایک امتحان اور ٹھوکر کا موجب بن گیا ہے اور بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ یہ کافر لوگ طنزاً کہتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ کو ہمارے سارے معاشرے میں سے یہی غریب لوگ پسند آ گئے ہیں، کیا اللہ تعالیٰ کو شکر گزار بندوں کا علم نہیں ہے؟ کفار کا یہ قول اپنے اندر یہ مطلب رکھتا ہے کہ اگر یہ نبی سچا ہوتا تو پہلے ہم لوگ اس پر ایمان لاتے نہ کہ یہ غریب لوگ آپ کے اوّلین ماننے والے لوگوں میں ہوتے کیونکہ ہر اچھی نعمت تو پہلے ہمیں ملتی ہے۔

آیت کا آخری حصہ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ کفار کے پہلے قول کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی فرمایا کہ ان ناسمجھ لوگوں کو یہ اعتراض ہے کہ ہم نے ان غریب مومنوں پر کیوں احسان کیا ہے اور انہیں کیوں ایمان لانے کی توفیق

فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ

تو ظالموں میں سے بن جائے گا ۔ اسی طرح ہم نے ان انسانوں میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ

بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ

امتحان میں ڈالا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ کافر کہتے ہیں کہ کیا یہ مومن لوگ ہی ایسے ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے احسان فرمایا ہے ۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ○ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ

کیا اللہ تعالیٰ شکر گزار بندوں کو نہیں جانتا ۔ اور جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو

دی گئی ہے ۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے احسانوں کے لئے اپنے شکر گزار بندوں کو ہی انتخاب فرماتا ہے نہ کہ منکرین نعمت کو ۔

چوتھی آیت میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ مومن جب آپ کے پاس آئیں تو آپ انہیں سلامتی کا پیغام دیں اور انہیں بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر رحم کرنے کا قطعی فیصلہ کر لیا ہے ۔ یہاں تک کہ اگر تم میں سے کسی سے کبھی گناہ سرزد ہو جائے اور وہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے اپنی مغفرت اور رحمت سے نوازے گا کیونکہ وہ غفور ہے اور رحیم ہے ۔

اس آیت میں لفظ **بِجَهَالَةٍ** سے مراد غلبۂ نفس ہے ۔ کیونکہ گناہ کے ارتکاب کے وقت انسان مغلوب ہو جاتا ہے ۔ گویا اس کا علم جہالت سے تبدیل ہو جاتا ہے ۔ انہی معنوں میں حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ قول ہے ۔ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ (سورہ یوسف) کہ اے اللہ ! تو خود ان عورتوں کے مکر و فریب کو اگر مجھ سے دور نہ کر دے تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور اپنے نفس سے مغلوب ہو جاؤں گا ۔ (اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا سن لی اور وہ کلیۃً محفوظ رہے)

پانچویں آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم اپنی آیات اور اپنے احکام کو نہایت وضاحت سے بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ اچھی طرح سمجھ جائیں نیز ان پر اتمام حجت ہو جائے اور مجرموں کا راستہ سب پر کھل جائے یعنی ان کا کوئی عذر باقی نہ رہے ۔

اس رکوع کی آخری آیات میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بشارت دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے رحمت کو مقدر

يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى

ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں تو توُان سے کہا کر تم پر اللہ کی سلامتی ہو ۔ تمہارے رب نے تمہارے لئے

نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ

اپنے ذمہ رحمت کو واجب کر لیا ہے ۔ تم میں سے جو شخص غلبۂ نفس اور جہالت کے ماتحت کسی بدی کا ارتکاب کرے

ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَ

پھر بعد ازاں وہ اس سے توبہ کر لے اور اصلاح کرے تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنیوالا ہے ۔

ع ۶ ۱۲ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

اسی طرح ہم کھول کر اپنے احکام بیان کرتے ہیں (تا لوگ اچھی طرح سمجھیں) نیز اسلئے کہ مجرم لوگوں کا راستہ واضح ہو جائے ۔

فرما دیا ہے نیکوکار اور پاک مومن اس عظیم رحمت سے مزید حصہ پائیں گے ۔ اس رحمت کی ایک شکل اس جگہ یہ بیان ہوئی ہے کہ اگر کسی مومن سے کوئی لغزش سرزد ہو جائے لیکن وہ اس کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح کر دے تو اللہ تعالیٰ کی غفاریت اُسے بھی دامنِ رحمت میں ڈھانپ لے گی اور وہ رحمت سے محروم قرار نہ پائے گا ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا ۔ مَا عَلَامَةُ التَّوْبَةِ کہ توبہ کی نشانی کیا ہے ؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا اَلنَّدَامَةُ کہ گناہگار کو اپنے فعل پر سچی ندامت کا ہونا ۔

جو گناہ حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہیں ان میں توبہ کے لئے ضروری ہے کہ پچھلے بُرے عمل پر ندامت ہو اور آئندہ اس سے باز رہنے کا عزم صمیم ہو ۔

جو گناہ حقوق العباد سے متعلق ہیں ان میں ندامت اور ترکِ فعل کے عزم کے علاوہ تلافیٔ مافات بھی لازمی ہے ۔ مثلاً اگر کسی نے رشوت لی ہے تو اُسے نادم ہونے اور آئندہ کے لئے اس فعل سے باز رہنے کے پختہ ارادہ کے علاوہ یہ بھی کرنا چاہیئے کہ جن لوگوں کو اس کے عمل کی وجہ سے مالی نقصان پہنچا ہے ان کو رقوم واپس کرے یا اگر یہ ممکن نہ ہو تو ان سے معافی حاصل کرلے ۔ آیت میں الفاظ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ اسی حقیقت کو بیان کر رہے ہیں ۔ گویا توبہ محض مُنہ کے الفاظ سے نہیں بلکہ دل کی ندامت اور عزیمت اور جوارح کے عمل سے مکمل ہوتی ہے ✦

درسُ الحَدِیث

عن عبد اللّٰہ بن مغفّل قال جاء رجلٌ الی النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال اِنّی احبّک قال انظر ما تقولُ فقال واللّٰہِ اِنّی لاحبّک ثلاث مرّات قال اِن کنتَ صادقاً فاعدّ للفقر تجفافاً للفقر أسرع الی من یحبّنی من السیل الی منتہاہ۔ (الترمذی)

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ راوی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی کہ میں حضور سے محبت رکھتا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھی طرح غور کرلو کہ کیا کہہ رہے ہو۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بخدا میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ اس شخص نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی کہ بخدا مجھے آپ سے محبت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تم اس بیان میں سچے ہو تو تمہیں فقر و تنگدستی کے مقابلہ پر ڈھال بنانے کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے کیونکہ جو شخص مجھ سے حقیقی محبت رکھتا ہے تنگدستی اس کی طرف اس سے بھی جلدی آتی ہے جتنا کہ سیلاب اپنے دہانہ کی طرف آتا ہے۔

تشریح۔ ہر محبت کا ایک نتیجہ ہوتا ہے۔ انسان کو جس سے محبت ہوتی ہے اسکی دلی خواہش ہوتی ہے کہ میں اپنے محبوب کے نقش قدم پر چلوں۔ اسکے رنگ میں رنگین ہو جاؤں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا آپ ہی کی طرح جُود و سخا کرنے والا ہوگا بنی نوع انسان کی خدمت کرنا اپنا شعار بنائیگا۔ اسلئے جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری تنگدستی میں زندگی بسر فرمائی ہے اسی طرح آپؐ کا سچا محب بھی اسی طریق پر قانع ہوتا ہے۔ اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوئ محبت کرنیوالے صحابی کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ میری محبت کا دعویٰ کوئی معمولی بات نہیں ہے اس دعویٰ کے ساتھ کچھ لوازم بھی ہیں یعنی ان ظاہری تکالیف کو برداشت کرنے کیلئے بھی تیار رہو۔

عن انسٍ قال قال النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یھرم ابن آدم و یشبّ منہ اثنان الحرص علی المال والحرص علی العمر۔ (البخاری و مسلم)

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمزاد بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس کی دو خواہشیں جوان ہوتی جاتی ہیں (۱) مال کا لالچ اور (۲) عمر کی حرص۔

تشریح۔ عام انسانوں کی یہ حالت بیان ہوئی ہے۔ یہ امر ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے کہ بڑھاپے کے باوجود انسان مال کے لالچ اور زیادہ عمر پر بے جا طور پر حریص ہو۔

اسلام کی امتیازی شان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات

"وہ خدا جس کی شناخت اور محبت ہماری علین نجات ہے وہ اسلام کے ذریعہ سے ہی ملتا ہے۔ اور اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے زندہ نشانوں کی چُھری سے دہریت کے بھُوت کو ذبح کرتا ہے اور ناستک مت کی ہیکل کو توڑتا ہے۔

مَیں جوان تھا اور اب بوڑھا ہو گیا مگر مَیں اپنے ابتدائی زمانہ سے ہی اِس بات کا گواہ ہوں کہ خدا جو ہمیشہ پوشیدہ چلا آیا ہے وہ اسلام کی پیروی سے اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے۔ اگر کوئی قرآن شریف کی سچی پَیروی کرے اور کتاب اللہ کی منشاء کے موافق اپنی اصلاح کی طرف مشغول ہو اور اپنی زندگی نہ دنیاداروں کے رنگ میں بلکہ خادمِ دین کے طور بنا دے اور اپنے تئیں خدا کی راہ میں وقف کر دے اور اُس کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے اور اپنی خود نمائی اور تکبر اور عُجب سے پاک ہو اور خدا کے جلال اور عظمت کا ظہور چاہے نہ یہ کہ اپنا ظہور چاہے اور اِس راہ میں خاک میں مل جائے تو آخری نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ مکالمات الٰہیہ عربی فصیح بلیغ میں اس سے شروع ہو جاتے ہیں اور وہ کلام لذیذ اور باشوکت ہوتا ہے جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔" (چشمہ معرفت ص۳۱۳-۳۱۴)

سیرۃ المہدیؑ

اِحیاءِ مَوتی کا ایک زندہ واقعہ!

عبدالکریم نامی ایک حیدرآبادی طالبعلم کو باؤلے کُتّے کا کاٹنا اور پھر معجزانہ طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُعا سے اس کا شفا پانا

(از جناب چودھری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔ اے)

بیاں کرتا ہوں اَور اک واقعہ فیضانِ احمدؑ کا — کہ جو ہے درحقیقت معجزہ ایمانِ احمدؑ کا
وہ رُوحِ پاک۔ اعجازِ دُعا بخشا گیا جس کو — قبولیّت کا حُسنِ جانفزا بخشا گیا جس کو
کرشمہ ہے یہ اِسکے چشم و دل کی ہم نوائی کا — درِ عرشِ بریں پر ایک بندے کی رسائی کا
حضورِ پاک کی بستی میں کچھ خدّام رہتے تھے — یہ علمِ دیں کے شیدائی تھے صبح و شام رہتے تھے
یہ قُربِ دُور سے آئے ہوئے تھے دیں کے متوالے — کہ یہ دیں کو تھے دنیا پر مقدّم جاننے والے
اُنہی میں ایک لڑکا نام تھا عبدالکریم اُس کا — صفا و صدق سے لبریز تھا قلبِ نعیم اُس کا
بغرضِ علمِ دیں یہ نوجواں آیا تھا دکّن سے — کمالِ شوق لے کر شادماں آیا تھا۔ دکّن سے
اِسے اِک حادثہ یا اتفاقِ ناروا کہیئے — اُسے اِک باؤلے کُتّے نے کاٹا۔ اسکو کیا کہیئے
بہت سی ادویہ سے بھی نہ جب یہ زخم بھر آیا — حضورِ پاکؑ نے فوراً کسولی اُس کو بھجوایا
کہ یہ اک منزلِ آخر تھی ایسے خستہ حالوں کی — میسر تھیں جہاں ممکن دوائیں باکمالوں کی
شفا پاتا نہ کوئی آکے اِس اصلاح خانے میں — تو موت اسکی یقینی سمجھی جاتی تھی زمانے میں
یہ طالب علم پہنچا اور وہاں سے خوب چُست آیا — بظاہر یہ نظر آتا تھا ہو کر تندرست آیا

مگر کچھ دن ہی گزرے تھے کہ اک موجِ بلا آئی
عجب وحشت، عجب دیوانگی اُس میں اُتر آئی

دہن میں کف بھر آتا۔ آگ کے شعلے نگاہوں میں
تشنج۔ تھرتھراہٹ۔ کپکپی۔ ہاتھوں میں باہوں میں

ہوئی حالت جب اس انداز سے زیر و زبر اُسکی
تو پہنچائی گئی فوراً کسولی میں خبر اُس کی

مگر ماہر اطبا کی طرف سے جو جواب آیا
وہ مایوسی کا پیکر تھا جو غم کے ہمرکاب آیا

یہ لکھا تھا کہ اب کوئی دوا کام آ نہیں سکتی
حیات اب موت کے پنجے سے بچ کر جا نہیں سکتی

ملے صحت دوبارہ اسکو ایسا ہو نہیں سکتا
مرض ایسا ہے یہ جس کا مداوا ہو نہیں سکتا

حضورِ پاکؑ کے پاس آدمی جب یہ خبر لایا
تو قلبِ پاک اک رقّت کی کیفیت سے بھر آیا

یہ فرمایا کہ بے شک زخم کاری۔ بھر نہیں سکتا
مگر وہ کرنے والا ہو۔ تو پھر کیا کر نہیں سکتا

بساطِ نقشۂ عالم پہ دارائی اُسی کی ہے
کبھی دُنیا یہ مانے گی مسیحائی اُسی کی ہے

اُٹھائے آپؑ نے ہاتھ اور پھر کہا لے حضرتِ باری
تیرے قبضے میں ہے سب تندرستی ہو کہ بیماری

تُو مالک ہے تو اس کی زندگی کو آسرا دیدے
مسافر ہے یہ طالبِ علم تُو اِس کو شفا دیدے

مشیّت ہو تری تو یہ مرض معدوم ہو جائے
تری قدرت ہے کیا دُنیا کو یہ معلوم ہو جائے

خدا کی شان وہ لڑکا۔ اَجل نے جس کو گھیرا تھا
وہ جس پر ذہن کی دیوانگی کا گھُپ اندھیرا تھا

وہ اب ہونے لگا مردِ متیں۔ آہستہ آہستہ
شعور و عقل کا نقشِ حسیں آہستہ آہستہ

طویل اک عمر پائی اور رہا وہ شادماں ہو کر
مسیحِ پاکؑ کے احیاءِ موتیٰ کا نشاں ہو کر

فضائل قرآن مجید[1]

از روئے بیان حقوق العباد

یعنی

بندوں کے باہمی حقوق کے بیان کے لحاظ سے

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ
هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ
ظَهِيْرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ
مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل ع ۱۰)

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَ
رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ (المائدہ ع ۱)

ـــہ یاالٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا (درثمین)

قرآن مجید کا دعویٰ

حضرات! قرآن مجید نے دعویٰ فرمایا ہے کہ اس نے انسانوں کی سب ضرورتوں کو پورا کر دیا ہے۔ تمام انسانی امراض کا علاج اور جملہ احتیاجوں کا مداوا پیش کر دیا ہے۔ قرآن مجید کہتا ہے کہ میں نے انسانوں کو خدا کے پانے کی سب راہیں بتا دی ہیں، اس کے قرب کے حصول کے تمام ذرائع بے نظیر طور پر واضح کر دیئے ہیں، حقوق اللہ کے ہر پہلو کی تفصیل بیان کر دی ہے۔ پھر قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ اس نے

---

[1] تقریر خاکسار ابو العطاء جالندھری بر موقعہ جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۷۲ء

انسانوں کے باہمی حقوق کی بھی پوری وضاحت کر دی ہے۔ انسانی معاشرہ کی عمارت کو استوار کرنے کیلئے اس نے ہر انسان کے حقوق اور واجبات کو پوری شرح و بسط سے بیان کر دیا ہے۔ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ○ (بنی اسرائیل ع)

اگر غور کیا جائے تو قرآن مجید کے فضائل ہر لحاظ سے بے شمار ہیں، اس کی خوبیاں اور کمالات بے مثال ہیں۔ حقوق العباد کے ذکر میں بھی قرآن مجید یگانہ و منفرد ہے۔ اس پہلو سے بھی قرآن مجید کی افضلیت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ آج یہ عاجز اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے پروگرام کے مطابق قرآنی فضائل میں سے اسی افضلیت کو بیان کرنا چاہتا ہے وباللہ التوفیق۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کے شیریں ثمرات

حضرات! انسان درحقیقت دو محبتوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ ایک طرف اسے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے عشق کا بحرِ بے کنار عطا ہوا ہے اور دوسری طرف اس کے دل میں بنی نوع انسان کی نہایت گہری محبت ودیعت کی گئی ہے۔ ہر محبت کے نتیجہ میں انسان کچھ حقوق و واجبات کا مکلف ہو جاتا ہے جن کی ادائیگی پر وہ محبت کے شیریں اثمار حاصل کرتا ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے بغیر انسان، انسان کہلانے کا مستحق نہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-

"کامل شریعت پر قائم ہونے والا حق اللہ اور حق العباد کو کمال کے نقطہ تک پہنچا دیتا ہے۔ خدا میں وہ محو ہو جاتا ہے اور مخلوق کا سچا خادم بن جاتا ہے۔ یہ تو عملی شریعت کا اس زندگی میں اس پر اثر ہے مگر زندگی کے بعد جو اثر ہے وہ یہ ہے کہ خدا کا روحانی اتصال اس روز کھلے کھلے دیدار کے طور پر اس کو نظر آئے گا اور خلق اللہ کی خدمت جو اس نے خدا کی محبت میں ہو کر کی جس کا محرک ایمان اور اعمالِ صالحہ کی خواہش تھی وہ بہشت کے درختوں اور نہروں کی طرح متمثل ہو کر دکھائی دے گی۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۰)

حقوق العباد کے بارہ میں قرآن مجید کی جامعیت

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کی تعلیم اور اس کی روحانی تربیت کا انتظام ابتدائے آفرینش سے کر دیا گیا تھا۔ جو زمانہ بزمانہ اور قوم بقوم پھیلتا اور ترقی کرتا گیا۔ یہی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا تھا اور یہی انسان کے ارتقاء کے لئے لازم تھا۔ قومی نبیوں اور رسولوں کے

دَور کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے سیّد و مولیٰ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنا کر اور دائمی و عالمگیر و ابدی پیغام دیکر مبعوث فرمایا تو یہ اعلان فرما دیا کہ اب اسلامی شریعت '' قرآن مجید'' کے ذریعہ انسانوں کی تعلیم کا مکمل ترین انتظام کر دیا گیا ہے۔ یہ شریعت ہر پہلو سے کامل ہے اور اسے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا گیا ہے۔ اس میں کبھی کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ کا سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (المائدہ ع) نیز فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر ع) کہ ہم نے ہی اس پاک اور باعثِ عزّ و شرف کامل کتاب کو نازل کیا اور ہم ہی ہمیشہ اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

پس قرآنی اکملیت اور جامعیت کا یہ نہایت نمایاں پہلو ہے کہ قرآن مجید نے انسانوں کے باہمی حقوق کے بارے میں بھی نہایت جامع، مکمل اور عین مطابقِ فطرت ہدایات دی ہیں جن سے انسانی معاشرہ کی عمارت بہترین رنگ میں بنیانٌ مرصوص بن جاتی ہے۔

حقوق العباد کے دو حصّے

بھائیو! میرے آج کے مضمون کے دو حصّے ہیں۔ اوّل وہ حقوق جو قرآن مجید نے جملہ انسانوں کو مجموعی طور پر دیئے ہیں۔ دوم وہ حقوق جو قرآن مجید میں انسانی افراد کو انفرادی طور پر دیئے گئے ہیں مثلاً ماں باپ کے کیا حقوق ہیں، اولاد کے کیا حقوق ہیں، بیویوں کے کیا حقوق ہیں وغیرہ وغیرہ۔ دونوں حصّوں کا بیان از روئے قرآن مجید عرض کرتا ہوں:-

پہلا حصّہ

انسانوں کے مجموعی حقوق میں سے پہلا حق

انسانوں کے عمومی حقوق کو بھی قرآن مجید نے ہی کامل طور پر بیان فرمایا ہے۔ اسی شریعت کاملہ نے احترامِ آدمیت کو قائم کیا ہے۔ جن عمومی حقوق کو اسلام نے ہر انسان کے لئے قائم کیا ہے ان میں سے پہلا حق یہ ہے کہ ہر مولود کو زندہ رہنے کا حق ہے کسی دوسرے انسان کو یہ حق نہیں کہ اُسے قتل کر دے، اس کی زندگی کا خاتمہ کر دے۔ قانون کے مطابق مجرم کے تحتِ قتل ثابت ہونے کے بغیر کسی انسان کو قتل نہیں کیا جا سکتا ماں باپ کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ اپنے بچے کو قتل کر دیں بلکہ خود انسان کو بھی یہ حق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو قتل کرے۔

قرآن کریم میں زندگی کا حق ہر مولود کو دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ تم اپنے بھائیوں کو یا اپنے آپ کو مت قتل کرو (نساء ع) پھر فرمایا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ

حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ (انعام ع ۱۹) کہ ہر جان کی حرمت قائم ہے، کسی شخص کو بجز قانونی حق کے کوئی شخص قتل نہیں کر سکتا۔ پھر ایک اور جگہ تاکید کرتے ہوئے فرمایا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ (بنی اسرائیل ع ۴) کہ ہر جان معزز ہے کسی کو اختیار نہیں کہ وہ کسی انسان کو قانونی حق کے بغیر قتل کرے۔

کفارِ عرب میں سے بعض لوگ اپنی بچیوں کو مار دیتے تھے کیونکہ ان کی نظر میں لڑکی کی پیدائش ان کے لئے موجبِ ذلت تھی۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے اس خیال اور عمل پر فرماتا ہے۔ اَلَا سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ (النحل ع ۷) کہ یہ لوگ کیسا برا اور ناپسندیدہ فیصلہ کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کو قابلِ مؤاخذہ اور مستحق سزا بنانے والے امور کے سلسلہ میں فرمایا وَاِذَا الْمَوْءٗدَۃُ سُئِلَتْ (التکویر ع ۱) کہ زندہ درگور کی گئی جان کے بارے میں ہم مؤاخذہ کریں گے۔

خود اپنی اولاد کو قتل کرنے والے سنگدل والدین سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَاِیَّاھُمْ (الانعام ع ۱۹) کہ اپنی اولاد کو کسی طرح سے بھی قتل نہ کرو۔ یہ کوئی عذر نہیں کہ ہم تنگدست ہیں۔ فرمایا نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَاِیَّاھُمْ ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور تمہارے بچوں کو بھی ہم ہی رزق دیں گے۔

دوسری جگہ اسی مضمون کو اس طرح بیان فرمایا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُھُمْ وَاِیَّاکُمْ اِنَّ قَتْلَھُمْ کَانَ خِطْاً کَبِیْرًا (بنی اسرائیل ع ۴) کہ دیکھو تنگدستی کے خدشہ سے اپنی اولاد کو جسمانی یا ذہنی طور پر قتل نہ کرنا۔ ان کو بھی ہم رزق دیں گے اور تم کو بھی۔ ان بچوں کو قتل کرنا نہایت گھناؤنا جرم ہے۔

قرآن مجید کی رو سے کسی انسان کو قتل کرنا جائز نہیں۔ کسی مومن کا قتل روا نہیں۔ اپنی اولاد اور اپنے بچوں کو قتل کرنا بھی حرام ہے۔ بلکہ از روئے قرآن مجید کوئی انسان اپنے آپ کو بھی قتل نہیں کر سکتا۔ فرمایا۔ وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ (نساء ع ۵) کہ اپنے آپکو مت قتل کرو۔ اسلام میں خودکشی کی موت سراسر حرام موت ہے اور اپنے آپ کو قتل کرنے والا جہنم میں جاتا ہے۔

ہابیل اور قابیل کے قصہ میں ذکر ہے کہ جب ایک بھائی نے دوسرے کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو قرآن مجید میں نازل فرما کر ابدی قانون بنا دیا اَنَّہٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا (المائدہ ع ۵) کہ جو شخص کسی ایک انسان کو بھی قتل کرتا ہے گویا وہ سب لوگوں کا قاتل ہے کیونکہ وہ قتل کی ایک رسم کی بنیاد

رکھتا ہے اور اس بڑے سلسلے کو شروع کرتا ہے۔

پس انسانوں کے لئے مجموعی طور پر پہلا حق یہ مقرر ہوا ہے کہ ہر انسان کو زندہ رہنے کا حق ہے کوئی شخص اس سے یہ حق چھیننے کا مجاز نہیں ہے۔

اسباب معیشت کی آزادی

انسانوں کے مجموعی حقوق میں دوسرا حق اسباب معیشت کے حصول میں آزادی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو زندہ رہنے کا حق دیا ہے تو اس نے ہر انسان کو اپنی روزی کے حاصل کرنے کا بھی حق دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ (الرحمٰن ع) کہ اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کے لئے زمین کو مقرر کیا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (البقرة ع) کہ اللہ ہی نے زمین کی سب اشیاء تم سب انسانوں کے لئے پیدا کی ہیں۔ ایک اور موقعہ پر فرمایا وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (الجاثیۃ ع) کہ اے انسانو! اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی سب چیزیں بے مزد تمہاری خدمت کے لئے مسخر کر دی ہیں۔ پھر سورۃ الملک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ (الملک ع) کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو تمہارے تابع بنایا ہے تم اس کے سب اطراف میں چل پھر کر اللہ تعالیٰ کے رزق سے کھاؤ پیو۔

پس جملہ انسانوں کا عمومی حق ہے کہ انہیں ذرائع معیشت سے استفادہ کرنے کی آزادی حاصل ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ سہولتوں میں کسی دوسرے کو مزاحم ہونے کی اجازت نہ ہو۔ پس زندگی کے لئے سامان مہیا کرنے کے سب کو یکساں مواقع فراہم ہوں گے۔

لازمی اسباب معیشت کا ذکر

اسباب معیشت جن کا ہر شخص کو ملنا ضروری ہے، اصولی طور پر قرآن مجید کی اس آیت میں مذکور ہیں۔ فرمایا:-

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا
وَلَا تَعْرٰى ○ وَاَنَّكَ لَا
تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ○
(طٰهٰ ع)

کہ اے انسان! تو اس جنت میں بھوکا اور ننگا نہ ہوگا۔ تو پیاسا نہ ہوگا اور نہ تو تمازت آفتاب محسوس کرے گا۔

گویا خوراک، پوشاک اور مکان کی تمام سہولتیں ہر شخص کو حاصل ہوں گی —— قرآن مجید کے رو سے ان اسباب معیشت کا ملنا ہر انسان کا عمومی حق ہے۔

انسانی مساوات

تیسرا مجموعی حق جو قرآن مجید نے ہر انسان کا مقرر کیا ہے وہ یہ ہے کہ سب انسان اپنی انسانیت میں یکساں اور مساوی ہیں۔ قرآن مجید کے رُو سے سب انسان پیدائشی طور پر یکساں ہوتے ہیں۔ کوئی بچہ پیدائشی طور پر گناہ گار نہیں ہوتا جیسا کہ کفارہ کے عقیدہ کے ماتحت عیسائی مانتے ہیں یا تناسخ اور آواگون کے خیال کے مطابق ہندوؤں کا اعتقاد ہے۔ قرآن مجید ہر انسان کو یکساں طور پر پاک اور بے گناہ پیدا ہونے والا قرار دیتا ہے۔ فرماتا ہے فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (الروم ع) کہ اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کو پاک فطرت پیدا فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے:۔

يَآاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ
مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ
شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا
اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ
اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ
خَبِيْرٌ ۝ (الحجرات ع ۲)

اے انسانو! ہم نے تم سب کو مرد و عورت سے پیدا کیا ہے۔ پیدائش میں تم سب برابر ہو۔ پھر ہم نے تم کو گروہوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو خوب پہچانتے رہو اور باہم حسن سلوک کرو۔ ہاں یاد رکھو کہ تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ تقویٰ شعار ہے۔

پس قرآن پاک کے رُو سے انسان اپنی پیدائش سے اعلیٰ و ادنیٰ نہیں ہیں بلکہ سب برابر اور یکساں طور پر پاک پیدا ہوتے ہیں۔ سب صاف تختی لیکر آتے ہیں۔ پھر اپنے اعمال کے قلم سے لوح زندگی پر اچھے یا بُرے نقوش ڈالتے ہیں۔ اس بارے میں سب آدم زاد یکساں ہیں۔ سب کو برابر کا اختیار ہے۔ ہر شخص کو نیکی کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔

قرآن مجید نے مساواتِ انسانی کو ہر زاویہ سے پورا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ (الحجرات ع ۲) اے ایماندارو! کوئی فرد یا کوئی قوم دوسرے کو ذلیل نہ سمجھے، اس کی تحقیر نہ کرے۔ ایسا ہی کوئی عورتیں دوسری عورتوں کو ادنیٰ قرار نہ دیں اور انہیں محلِ استہزاء نہ ٹھہرائیں۔ ہوسکتا ہے کہ جن کو حقیر سمجھا جا رہا ہے وہ حقارت کرنے والوں یا حقارت کرنے والیوں سے بہتر اور بابرکت ہوں۔

قرآن مجید نے تمام انسانوں کو عدل و انصاف کے لحاظ سے ایک ہی سطح پر قرار دیا ہے، سب کے یکساں حقوق قرار دیئے ہیں۔ دشمن قوموں سے بھی عدل کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ وہ بھی انسانیت میں برابر ہیں۔ فرمایا وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ

نہیں اور جہاں تک دینِ اسلام کا سوال ہے اسکے
منوانے میں جبر و اکراہ کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ حق و
ہدایت گمراہی سے نہایت واضح طور پر علیحدہ ہو گئے ہیں
قرآن مجید نے لسانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
سے اعلان کروایا:-

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ
شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ
فَلْيَكْفُرْ (الکہف ع ۴)

کہ یہ قرآن پاک تمہارے رب کی طرف سے
حق ہے، اب جو چاہے اس پر ایمان لائے اور جو
چاہے اس کا انکار کردے، کسی پر جبر نہیں۔ البتہ
انکار کرنے والے آخرت میں سزا پائیں گے۔

اگر غور کیا جائے تو قرآن مجید ہی وہ پہلی آسمانی
شریعت ہے جس میں **احترامِ آدمیت** کو قائم
کیا گیا ہے اور اسی کتاب میں انسانوں کے بحیثیت
انسان **مساوی حقوق** مقرر ہوئے ہیں۔ انسان
کو ہر لحاظ سے آزادی عطا ہوئی ہے اور حریتِ
فکر اور آزادیٔ رائے کا حق برملا عطا ہوا ہے۔
پس یہ قرآن مجید کی عظیم فضیلت ہے۔

دوسرا حصہ

افراد کے حقوق کا بیان

اسلامی شریعت نے انسانی **طبقات** اور
افراد کے لئے علیحدہ علیحدہ حقوق بھی جامع طور پر
مقرر فرمائے ہیں۔ قرآن مجید نے انسانی فطرت
کے مطابق رشتہ داروں کے حقوق بھی بیان
فرمائے ہیں اور معاشرہ کے کمزور اور ضعیف طبقات
کے حقوق کا بھی واضح تذکرہ فرمایا ہے۔

ظاہر ہے کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے سب
انسان بنو آدم ہیں، مساوی اور یکساں ہیں لیکن
رشتہ داری کے پیوند کے ذریعہ بعض کو بعض سے زیادہ
قریب کر دیا گیا ہے۔ اسلام دینِ فطرت ہونے کے باعث
فطرتی تعلقات کا لحاظ رکھتا ہے اور ہر حقدار کو اس کا
حق دیتا ہے۔ رشتہ داروں کو ان کے حقوق دلواتا
ہے اور دوسرے بنی نوع مستحقین و محرومین کو ان کے
حقوق دلواتا ہے۔

غرباء کے لئے "حق" کا ذکر

قرآن مجید کا یہ بھی کمال ہے کہ اس نے رشتہ داروں
اور دوسرے مستحقین کے حقوق کا ایسے رنگ میں ملا جلا
ذکر فرمایا ہے کہ ان میں بظاہر کوئی دوئی نہیں ہے۔

عام طور پر مذہبی اور اخلاقی کتابوں میں غرباء
اور مساکین وغیرہم کے لئے جذبات ابھار کر انکے لئے
صدقہ و خیرات کی تحریک کی جاتی ہے مگر قرآن پاک
نے ان طبقات کے لئے بھی بطور حق انتظام کرنا
ضروری قرار دیا ہے۔ رشتہ داروں کے سلسلہ میں فرمایا
وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (بنی اسرائیل ع ۳) کہ
رشتہ داروں کا حق ادا کرو۔ دوسری جگہ فرمایا
فَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (الروم ع ۴) کہ رشتہ دار کو

عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى
وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝
(المائدہ ع) کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں عدل کرنے سے نہ روکے۔ ہمیشہ عدل کرو۔ عدل کرنا تقویٰ کے قریب ہے۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو جاننے والا ہے۔

دشمنوں سے بھی انصاف کرنے کی قرآنی تعلیم کے معنے یہ ہیں کہ ہر انسان کا بحیثیتِ انسان مساوی حق ہے کہ اس کے ساتھ عدل اور انصاف کا معاملہ کیا جائے۔ قرآن مجید نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر ان دشمنوں نے تم کو بیت اللہ سے بھی روکا ہو تب بھی تم اُن پر کسی قسم کی زیادتی کرنے کے مجاز نہیں ہو۔ تم بہرحال ان کے عام حق یعنی ان سے عدل و انصاف کرنے کے پابند ہو۔ فرمایا:۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ
اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا
عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا
عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔

(المائدہ ع)

کہ اس بنا پر کہ ان دشمنوں نے تم کو المسجد الحرام سے روکا تھا تم عدل سے تجاوز نہیں کر سکتے۔ تم کو نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہیئے۔ ہاں گناہ اور تعدی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرنی چاہیئے۔

آزادیٔ فکر و حریتِ ضمیر

انسانیت کا بڑا امتیاز حریتِ فکر اور آزادیٔ رائے ہے۔ مذہب انسانوں کی سب سے عزیز چیز ہے۔ پُرانے زمانے سے لوگ دوسروں پر اپنے مذہب کے بارے میں جبر کرتے رہے ہیں۔ تاریخ ان خونیں واقعات سے بھری پڑی ہے جب انسانوں نے اپنے سے مختلف عقیدہ و خیال رکھنے والوں کو ازراہِ ظلم تہ تیغ کیا، ان کے خون بہائے۔ بُت پرستی کے دَور میں بھی ایسا ہوتا رہا۔ یہودیت و عیسائیت نے بھی اپنے اقتدار کے عہد میں اسی خونی ڈرامہ کو دُہرایا۔ ہندوستان میں بھی مذہب کے نام پر بے حد مظالم کئے جاتے رہے۔ قرآن مجید حضرت شعیبؑ اور دیگر نبیوں کے مخالفین کے اس پیرایہ کو مذمت کے رنگ میں ذکر فرماتا ہے کہ انہوں نے نبیوں اور ان کے پیروؤں کو کہا کہ تم ہمارے مذہب میں آجاؤ ورنہ ہم تمہیں اپنے علاقہ سے نکال دیں گے۔ (الاعراف ع)

انسان تمدنی اور سیاسی آزادی بھی چاہتا ہے۔ اسلام نے اسے یہ حق بھی دیا ہے مگر سب سے بڑھ کر اس نے انسانوں کو حریتِ فکر اور آزادیٔ مذہب عطا کی ہے۔ قرآن مجید نے برملا اعلان فرمایا:۔

لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ
تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ۔

(بقرہ ع ۳۴)

کہ دین کے بارے میں کسی قسم کا جبر و اکراہ روا

نہیں اور جہاں تک دین اسلام کا سوال ہے اسکے منوانے میں جبر و اکراہ کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ حق و ہدایت گمراہی سے نہایت واضح طور پر علیحدہ ہو گئے ہیں۔ قرآن مجید نے لسانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کروایا :-

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (الکہف ع)

کہ یہ قرآن پاک تمہارے رب کی طرف سے حق ہے' اب جو چاہے اس پر ایمان لائے اور جو چاہے اس کا انکار کر دے' کسی پر جبر نہیں۔ البتہ انکار کرنے والے آخرت میں سزا پائیں گے۔

اگر غور کیا جائے تو قرآن مجید ہی وہ پہلی آسمانی شریعت ہے جس میں **احترام آدمیت** کو قائم کیا گیا ہے اور اسی کتاب میں انسانوں کے بحیثیت انسان **مساوی حقوق** مقرر ہوئے ہیں۔ انسان کو ہر لحاظ سے آزادی عطا ہوئی ہے اور حریت فکر اور آزادی رائے کا حق برملا عطا ہوا ہے۔ پس یہ قرآن مجید کی عظیم فضیلت ہے۔

دوسرا حصّہ

افراد کے حقوق کا بیان

اسلامی شریعت نے انسانی **طبقات** اور **افراد** کے لئے علیحدہ علیحدہ حقوق بھی جامع طور پر مقرر فرمائے ہیں۔ قرآن مجید نے انسانی فطرت کے مطابق رشتہ داروں کے حقوق بھی بیان فرمائے ہیں اور معاشرہ کے کمزور اور ضعیف طبقات کے حقوق کا بھی واضح تذکرہ فرمایا ہے۔

ظاہر ہے کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے سب انسان بنو آدم ہیں' مساوی اور یکساں ہیں لیکن رشتہ داری کے پیوند کے ذریعہ بعض کو بعض سے زیادہ قریب کر دیا گیا ہے۔ اسلام دینِ فطرت ہونے کے باعث فطرتی تعلقات کا لحاظ رکھتا ہے اور ہر حقدار کو اس کا حق دیتا ہے۔ رشتہ داروں کو ان کے حقوق دلواتا ہے اور دوسرے بنی نوع مستحقین و محرومین کو ان کے حقوق دلواتا ہے۔

غرباء کے لئے "حق" کا ذکر

قرآن مجید کا یہ بھی کمال ہے کہ اس نے رشتہ داروں اور دوسرے مستحقین کے حقوق کا ایسے رنگ میں ملا جلا ذکر فرمایا ہے کہ ان میں بظاہر کوئی دوئی نہیں ہے۔

عام طور پر مذہبی اور اخلاقی کتابوں میں غرباء اور مساکین وغیرہم کے لئے جذبات ابھار کر انکے لئے صدقہ و خیرات کی تحریک کی جاتی ہے مگر قرآن پاک نے ان طبقات کے لئے بھی بطور حق انتظام کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ رشتہ داروں کے سلسلہ میں فرمایا وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (بنی اسرائیل ع) کہ رشتہ داروں کا حق ادا کرو۔ دوسری جگہ فرمایا فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (الروم ع) کہ رشتہ داروں

کے حقوق کی ادائیگی کا خیال رکھو۔ ان آیات میں رشتہ دار کا حق قرار دیا ہے مگر ساتھ ہی المسٰکین اور ابن السبیل (مسافر) کے لئے بھی یہی لفظ وارد ہوا ہے۔

علاوہ ازیں جب سائل اور محروم کے لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تب بھی لفظ حق استعمال فرمایا ہے۔ فرماتا ہے:۔

(الف) وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ
وَالْمَحْرُوْمِ (الذاریات ع۱)

(ب) وَالَّذِیْنَ فِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ
لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝
(المعارج ع۱)

کہ مومنوں کے مالوں میں سائل اور محروم لوگوں کا بھی حق ہے۔ پھر فرمایا کہ وہ حق از روئے شریعت معلوم و معیّن ہے۔

قرآن مجید کا یہ کتنا پیارا اور دلکش انداز ہے کہ وہ مالداروں کو مستحقین پر خرچ کرنے کی تحریک کرتا ہے مگر یہ کہہ کر کرتا ہے کہ یہ ان لوگوں کا حق ہے تم اسے ان کا حق سمجھ کر ادا کرو۔ احسان مت ٹھہراؤ۔ اگر صاحب ثروت لوگ اس نقطۂ نظر کو اپنا لیں تو دنیا میں کتنا امن اور سکون ہو جاتا ہے۔ غرباء کے دل مطمئن ہو جائیں گے اور خود صاحب اموال لوگوں کو بھی غرباء کی امداد قطعاً دو بھر محسوس نہ ہو گی اور وہ کسی مرحلہ پر احسان جتا کر معاشرہ میں فساد پیدا کرنے کا موجب نہ ہوں گے اور اخلاقی طور پر ان کا اپنا کردار بھی بہت بلند ہو جائے گا۔ دنیا میں سرمایہ دار اور مزدور کی کشمکش میں اس ایک نقطۂ نگاہ سے غیر معمولی تبدیلی واقع ہو جاتی ہے اور یہ قرآن پاک کا نہایت واضح کمال ہے۔

رشتہ داروں میں سے ماں باپ کے حقوق

رشتہ داروں (ذوی القربیٰ) میں بھی مختلف درجات ہیں۔ حقوق اور ادب و احترام کے لحاظ سے والدین (ماں باپ) کا خاص مقام ہے۔ قرآن مجید نے ان کے حق کا ذکر متعدد آیات میں الگ طور پر بھی فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا
اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ
اِحْسَانًا ۭ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ
الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا
فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا
تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا
قَوْلًا کَرِیْمًا ۝ وَاخْفِضْ
لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ
الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ
ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ
صَغِیْرًا ۝ (بنی اسرائیل ع۳)

کہ تیرے رب کا تاکیدی حکم ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو۔ ہاں ماں باپ سے حسن سلوک کرو۔ اگر ان میں سے ایک یا

ہر دو تیری زندگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو یاد رکھو کہ انہیں زجر و توبیخ نہ کی جائے بلکہ ہمیشہ انہیں باعزت خطاب کیا جائے اور اطاعت و فرمانبرداری کے بازوان کے سامنے عاجزانہ طور پر بچھے کئے جائیں اور تم ان کے حق میں ہمیشہ دعا کرتے رہو کہ اے میرے رب! جس طرح میرے ماں باپ نے بچپن میں میری تربیت کی ہے تو بھی ان پر رحم فرما۔

دوسری جگہ فرمایا :۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
حُسْنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ
لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ
بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ
مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

(العنکبوت ع ۱)

کہ ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کی تاکیدی وصیت کی ہے اگر وہ یہ کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ ان چیزوں کو شریک ٹھہرائے جن کا تمہیں علم نہیں تو اپنے ماں باپ کی یہ بات نہ ماننا۔ میری طرف تمہارا لوٹنا ہے اور میں تمہیں تمہارے اعمال سے آگاہ کروں گا۔

ایک تیسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ
وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ
أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ
إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝ وَإِنْ جَاهَدَاكَ
عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ
لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا
وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا
مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ
مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ
مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

(لقمان ع ۲)

کہ ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکیدی وصیت کی ہے اس کی والدہ نے کمزوریوں کے باوجود اُسے اپنے پیٹ میں رکھا اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال کے اندر ہوا۔ ہم نے وصیت یہ کی کہ میرا بھی شکر ادا کرو اور اپنے ماں باپ کا بھی۔ آخر میری طرف لوٹنا ہوگا۔ ہاں اگر تیرے ماں باپ یہ زور لگائیں کہ تو غیر معلوم معبودوں کو میرا شریک ٹھہرائے تو اس بارے میں ان کی اطاعت نہ کرنا۔ البتہ دنیوی زندگی میں ان سے نیکی کا برتاؤ

جاری رکھیں۔ دین میں ان لوگوں کے راستہ کی پیروی کریں جو میری طرف جھکنے والے ہیں پھر تم سب کا لوٹنا میری طرف ہوگا اور میں تمہارے کاموں سے تمہیں آگاہ کروں گا۔

ایک اور سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا (الاحقاف ع ۲)

"کہ ہم نے انسان کو تاکیداً کہا کہ اپنے ماں باپ سے بہترین سلوک کرے۔ اس کی والدہ نے نہایت تکلیف سے اسے پیٹ میں رکھا اور نہایت تکلیف سے جنا۔ اس کے پیٹ میں رہنے اور دودھ کے عرصہ کی تکمیل تیس ماہ (اڑھائی سال) میں ہوتی ہے۔"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے حقوق اور ان کے ادب و احترام کی پُرزور تاکید فرمائی ہے۔ احساسات اور جذبات کے لحاظ سے ان کے ساتھ بہت زیادہ لگاؤ کی طرف توجہ دلائی ہے۔

اگر غور کیا جائے تو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی مخلصانہ خدمت کے بارے میں کسی اور الہامی یا غیر الہامی کتاب میں اس کے پاسنگ بھی تاکید نہیں پائی جاتی۔ اگر حقوق العباد میں سے ماں باپ کے حق کے متعلق ہی قرآنی ہدایات کا جائزہ لیا جائے تو اسی سے قرآن پاک کی افضلیت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔

اولاد کے حقوق

قرآن مجید نے ماں باپ کے حقوق کی وضاحت کے ساتھ اولاد کے حقوق بھی مقرر فرمائے ہیں۔ اس وقت میں ان حقوق میں سے پانچ حقوق کا ذکر کرتا ہوں۔

(۱) **پہلا حق** اولاد کا یہ ہے کہ ان کو زندہ رہنے دیا جائے اور ماں باپ اپنے اموال اور اپنی استعدادوں سے ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ (بنی اسرائیل ع ۴) کہ اپنے بچوں کو قتل مت کرو اور تنگدستی کو اس بارہ میں کسی قسم کا عذر مت قرار دو۔ بچے بہر حال زندہ رہیں اور تم اپنی مالی وسعت کے مطابق ان کی پرورش کرو اور ان کی ذہنی اور علمی ترقی کے لئے کوشاں رہو۔ گویا نہ صرف یہ فرمایا کہ بچوں کو زندہ رہنے دیا جائے بلکہ ان کی جسمانی نشوونما کے لئے ماں باپ کو ذمہ وار قرار دیا ہے۔

(۲) **اولاد کا دوسرا حق** اس آیت کریمہ سے مستنبط ہوتا ہے جو بچوں کو اپنے ماں باپ کے لئے بطور دعا سکھائی گئی ہے۔ فرمایا وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا (بنی اسرائیل ع ۳) اس آیت میں كَمَا رَبَّيَانِي کے لفظ میں اولاد کا

یہ حق بیان ہوا ہے کہ ماں باپ بچہ کی تربیت کے لئے پوری طرح ذمہ وار ہیں وہ اس کی جسمانی تربیت بھی کریں گے اور اس کی علمی تربیت کے لئے بھی کوشش کریں گے اور اُن کی روحانی تربیت بھی اُن کے فرائض میں داخل ہے۔ ماں باپ کو بتادیا گیا ہے کہ جیسی تربیت وہ کریں گے ویسی ہی دُعائیں اُن کے بچے اُن کے لئے کریں گے۔ اگر ماں باپ اس نقطہ کو مدنظر رکھیں تو بچوں کی تربیت میں جس قدر اُلجھنیں پیدا ہوجاتی ہیں وہ سب حل ہو سکتی ہیں

(۳) اولاد کا تیسرا حق یہ ہے کہ ماں باپ اُنہیں صحیح عقائد، اعلیٰ اخلاق اور عمدہ اعمال کی تلقین کریں۔ یہ وعظ بچوں کو عملی نمونہ کے ساتھ بھی کیا جائے اور نہایت پیار اور محبت کے الفاظ سے بھی کیا جائے۔ اس حق کی ادائیگی کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمانؑ کے اس وعظ کو ذکر فرمایا ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کیا تھا۔ فرماتا ہے

وَإِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ (سورہ لقمن ع۲) کہ اے مسلمانو! اس انداز کو ہمیشہ یاد رکھو جو حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے اختیار کیا تھا۔ وہ انداز یہ تھا۔ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ کہ انہوں نے نہایت پیار سے اپنے بچہ کو یہ وعظ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔

اس انداز میں یہ تلقین ہے کہ جہاں بچوں کو صحیح عقائد اور اعمالِ صالحہ سے آگاہ کیا جائے وہاں اُن کا یہ حق بھی ہے کہ یہ تلقین محبت اور پیار کے انداز سے ہونی چاہیئے۔

(۴) اولاد کا چوتھا حق قرآن مجید نے یہ بیان فرمایا ہے کہ ماں باپ تربیت کے لئے مقدور بھر کوشش کے ساتھ ساتھ روز و شب اولاد کی بھلائی کے لئے دُعائیں کرتے رہیں۔ یہ دُعائیں ماں باپ کے لئے بھی مفید ہیں اور یہ دُعائیں بچوں کا حق بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کی زبان سے فرماتا ہے

وَأَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ إِنِّيْ تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (الاحقاف ع۲) کہ اے اللہ میری اولاد کے اندر صلاحیت پیدا فرما، انہیں اعلیٰ استعدادیں بخش اور انہیں نیکی اور تقویٰ سے بہرہ ور کر۔ میں تیری طرف جھکتا ہوں میں فرمانبرداری کرنے والوں میں سے ہوں"

دوسری جگہ فرمایا کہ مومن ہمیشہ یہ دعا کرتے رہتے ہیں رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا (الفرقان ع۶) اے اللہ! ہمیں اپنی بیویوں اور اولادوں کے متعلق آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقی لوگوں کا پیشوا بنا"

گویا مومنوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کے حق میں دردمندانہ دُعائیں کرتے رہیں یہ اولاد کا ایک حق ہے جس کا ادا کرنا ماں باپ کے

ذمہ ہے۔ دعائیں قرآنی آیات کے الفاظ میں احادیثِ نبویہؐ کے الفاظ میں، اور خود اپنی زبان میں ہوسکتی ہیں۔

(۵) پانچواں حق اولاد کا یہ ہے کہ ماں باپ کے ترکہ میں انہیں وارث قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی شریعت میں وراثت کا ایک محکم نظام قائم ہے۔ اس کی رُو سے جس طرح ماں باپ اولاد کے وارث ہوتے ہیں اسی طرح اولاد۔ لڑکے اور لڑکیاں۔ ماں باپ کے وارث ہوتے ہیں۔ وراثت کا حق دوسرے رشتہ داروں کے لئے بھی قائم کیا گیا ہے۔ بہر حال اسلام نے اولاد کا یہ حق قرار دیا ہے کہ وہ ماں باپ کے اموال کے وارث ہوں۔

بیویوں کے حقوق

اسلام نے میاں بیوی کے رشتہ کو ایک نہایت مقدس رشتہ قرار دیا ہے۔ انسانیت کی گاڑی کے لئے میاں بیوی یکساں طور پر دو پہیے ہیں۔ اسلام نے جہاں خاوند کے حقوق مقرر فرمائے ہیں وہاں اس نے بیویوں کے حقوق بھی مقرر کر دیئے ہیں۔ وقت کی مناسبت کے لحاظ سے میں اس وقت ان حقوق میں سے چند حقوق کا اختصاراً ذکر کرتا ہوں۔

بیویوں کا پہلا حق یہ ہے کہ اسلام نے انہیں ذاتی ملکیت کا اختیار دیا ہے۔ وہ اپنے مال کی مالک ہیں اور انہیں اس میں تصرف کرنے کا پورا اختیار ہے۔ اسلام نے شادی کے لئے مہر کا ہونا لازمی قرار دیا ہے۔ اسی سے ذاتی ملکیت کی بنیاد پڑتی ہے۔ مہر کا ادا کرنا اسلام میں فرض ہے۔ فرمایا اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً (نساء ع) کہ بیویوں کو اُن کے مہر فرض سمجھ کر ادا کرو۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً (نساء ع) کہ بیویوں کو اُن کے مہر خوش دلی سے ادا کرو۔

مستورات کے لئے ذاتی ملکیت کے سلسلہ میں یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو اپنے اموال میں تصرف کرنے کا پورا حق دیا ہے ۔ وہ وصیت کر سکتی ہیں، اپنے مال میں سے قرض دے سکتی ہیں، اور قرض لے سکتی ہیں۔ فرمایا کہ عورتوں کے مال میں ورثہ اُس وقت جاری ہوگا جب پہلے ان کی وصیت اور ان کا قرضہ ادا کر دیا جائے۔ فرمایا مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ (نساء ع)

بیویوں کا دوسرا حق یہ ہے کہ خاوند اُن کے نان و نفقہ کے ذمہ وار قرار دیئے گئے ہیں ۔ بے شک گھر کے انتظام کو چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مردوں پر کچھ زائد ذمہ داری کے باعث گونہ فضیلت دی ہے مگر اس کے ساتھ ہی فرمایا وَبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ (نساء ع) کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد بیویوں کے اخراجات کے ذمہ وار ہیں۔ کمانا مرد کا فرض ہے۔ بیوی کے اخراجات مہیا کرنا اس کی ذمہ واری ہے۔ عورتوں کو کمانے کے لئے مجبور کرنا غیر اسلامی طریق ہے۔ یہ بیوی کا حق ہے کہ خاوند اپنی مالی وسعت کے مطابق اس کے اخراجات کا انتظام کرے۔

بیویوں کا تیسرا حق قرآن مجید میں یوں بیان ہوا ہے۔ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (نساء ع) کہ اپنی بیویوں سے نہایت اچھے طریق سے زندگی بسر کرو۔ جہاں اُن کی مالی ضرورتوں کا خیال رکھو وہاں اُن کے جذبات و احساسات کا خیال رکھنا بھی تمہارا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آیت وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا (نساء ع) میں بتایا ہے کہ بیویاں بھی تمہاری طرح جذبات و احساسات رکھتی ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عمل کا بطور نمونہ ذکر فرمایا ہے۔ فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ
مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ
مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (تحریم ع)

کہ اے نبی! تو اس چیز کو کیوں ناجائز قرار دیتا ہے جو اللہ نے تیرے لئے حلال رکھی ہے۔ تو یہ کام اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لئے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں جانے کا موقعہ نہیں۔ میں صرف تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جس سے ظاہر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کی کس قدر دلداری فرمایا کرتے تھے۔ صلحائے اُمت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی اس بارے میں یہی نمونہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو بیویوں کے حقوق کے سلسلہ میں یہاں تک فرمایا ہے کہ:۔

"جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے
نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں
کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"
(کشتی نوح صفحہ ۲۶)

بیویوں کا چوتھا حق یہ ہے کہ خاوند اُن کی دینی اور دنیاوی بھلائی کے لئے دعا مانگتے رہیں جیسا کہ آیت رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ سے ظاہر ہے۔ جب خاوند اپنی بیوی اور بچوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگے گا تو وہ یقیناً مقدور بھر اُن کی بھلائی کے لئے خود بھی کوشاں رہے گا۔ دعا مانگنے کا یہ طریق اس کے طرزِ زندگی اور رویہ میں بھی بہتر تبدیلی پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔

بیویوں کے حقوق کے سلسلہ میں پانچواں حق ان کا یہ ہے کہ انہیں تمدنی مساوات حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روحانی لحاظ سے احکام شریعت کی پابندی اور دنیا و آخرت میں اجر و ثواب پانے کے لحاظ سے انہیں بالکل برابر قرار دیا ہے۔ فرمایا مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (النحل ع ۱۳) کہ جو ایماندار مرد اور عورتیں نیک کام بجا لائیں گے ہم انہیں نہایت پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کے بہترین اعمال کے مطابق انہیں جزا دیں گے ——— دوسری جگہ اسی سلسلہ

میں فرمایا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (المومن ع۴) کہ نیکو کار مومن مردوں اور عورتوں کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور وہ وہاں بے حساب عطا و رزق سے نوازے جائیں گے۔

قرآن مجید نے مرد و عورت کی روحانی مساوات کے ساتھ عورتوں کو تمدنی طور پر بھی مساوی حقوق عطا کئے ہیں۔ فرمایا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (بقرہ ع۲۸) کہ جو ذمہ داریاں عورتوں پر ہیں ویسے ہی حقوق بھی انہیں حاصل ہیں۔ ہاں مردوں کو محض انتظامی طور پر ایک درجہ حاصل ہے۔

یہ ایک تفصیلی مضمون ہے جس کا یہ وقت نہیں۔ خلاصہ یہی ہے کہ قرآن مجید نے بیویوں کو انتظامی شق کے استثناء کے ساتھ خاوندوں کے برابر اور ہم پلّہ قرار دیا ہے۔ تمدنی طور پر بھی وہ یکساں حقوق رکھتی ہیں اور روحانی طور پر بھی قربِ الٰہی پانے میں بھی وہ برابری کی حقدار ہیں۔

بیویوں کا چھٹا حق یہ ہے کہ وہ اپنے دیگر رشتہ داروں کی وراثت میں حصہ دار ہونے کے ساتھ اپنے خاوندوں کے ترکہ کی بھی وارث ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ (النساء ع۲) کہ تمہاری بیویاں تمہارے ترکہ میں سے چوتھے حصہ کی حقدار ہوں گی اگر تمہاری اولاد نہ ہو لیکن اگر اولاد ہو تو وہ آٹھویں حصے کی حقدار ہوں گی۔ یہ وراثت تمہاری وصیت اور قرضہ کی ادائیگی کے بعد نافذ ہوگا۔

ہمارے بیان سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیویوں کے لئے جامع حقوق مقرر فرمائے ہیں۔

خاوندوں کے حقوق

قرآن مجید نے خاوندوں کے جن حقوق کا ذکر فرمایا ہے اصولی طور پر وہ تین ہیں:-

خاوندوں کا پہلا حق بیویوں پر یہ ہے کہ وہ پاکیزہ، پُرسکون، اور ان کے لئے خوشگوار زندگی بسر کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ (نساء ع۴) کہ بیویاں پاکدامن ہوں، ہمیشہ کے لئے تعلقاتِ زوجیت کو مخلصانہ طور پر قائم رکھنے والی ہوں۔

پھر فرمایا فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ (نساء ع۶) کہ نیک خواتین وہ ہیں جو خاوندوں کی بات ماننے والی اور غائبانہ طور پر بھی تمام فرائض و واجبات ادا کرنے والی ہوں ان کے اموال کی نگرانی اور بچوں کی تربیت کرنے والی ہوں۔

پھر ایک تیسری جگہ پر ازدواجی تعلقات کی ایک غرض یوں بیان فرمائی ہے۔ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ

خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّرَحْمَةً ط (الروم ع) کہ تمہیں بیویوں سے تسکین کی زندگی حاصل ہونی چاہیئے اور تمہارے درمیان محبت والفت اور شفقت ہونی چاہیئے۔

قرآن پاک نے بیوی کی ذمہ واری کو نہایت پاکیزہ اور جامع الفاظ میں بیان فرمادیا ہے۔ گویا خاوند کا بیوی کے ذمہ یہ حق ہے کہ وہ حقیقت کی زندگی بسر کرے خاوند کے لئے خوشگوار زندگی پیدا کرے اور باہمی تعلقات کو بہتر رنگ میں قائم رکھے۔

خاوند کا دوسرا حق یہ ہے کہ بیوی اپنے خاوند کی دینی و دنیوی بہتری کے لئے ہمیشہ دعا کرتی رہے۔ آیت کریمہ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا (الفرقان ع) میں بیان ہے کہ خاوند بیوی کے لئے اور بیوی خاوند کے لئے دعا کرے۔ پس جس طرح بیوی کا حق خاوند کے ذمہ ہے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے اسی طرح خاوند کا حق بھی بیوی پر ہے کہ وہ اس کیلئے دعا کرتی رہے۔

خاوند کا تیسرا حق یہ ہے کہ اُسے بیوی کے ترکہ میں سے ورثہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ (النساء ع) کہ تمہارا بیویوں کے ترکہ میں سے تمہارا نصف حصہ ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو۔ اور تمہیں ایک چوتھائی حصہ ملے گا اگر ان کی اولاد موجود ہو۔

گویا قانونِ وراثتِ اسلامی کے رُو سے جس طرح بیوی خاوند کے ترکہ میں وارث ہوگی ویسے ہی خاوند بھی بیوی کے ترکہ میں وارث ہوگا۔

باقی رشتہ داروں کے حقوق

ماں باپ، اولاد اور میاں بیوی کے علاوہ بھی متعدد اہم رشتے ہیں۔ ان میں سے کچھ رشتہ دار تو اصحاب الفرائض میں شامل ہیں۔ یعنی ان کے لئے خدا کی پاک کتاب میں وراثت میں شرعی حصہ مقرر ہے۔ مثلاً بھائی بہن ہیں اُن کے لئے حصہ معیّن ہے۔ دوسرے دیگر تمام رشتہ دار جو اصحاب الفرائض میں نہیں ہیں وہ بھی قرآنی اصطلاح میں اولوا الارحام میں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے عام اصولی ہدایت فرمائی ہے کہ تمام رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے لازمی ہیں۔ اور صلہ رحمی کرنا فرض ہے۔ فرماتا ہے :-

(۱) فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (الروم ع) کہ ہر رشتہ دار کا حق اسے ادا کرو۔

(۲) وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل ع) کہ تمام رشتہ داروں اور جملہ مساکین اور سب مسافروں کا حق ادا کرو مگر فضول خرچی بالکل نہ کرنا۔

(۳) وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ (نساء ع) کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس کا نام لیکر سوال کرتے ہو اور رحمی تعلقات کا ہمیشہ لحاظ رکھو۔

(۴) وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ (انفال ع ۱۰ احزاب ع ۱) بعض رشتہ دار اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق دوسرے بعض سے زیادہ قریبی اور حقدار ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے تمام رشتہ داروں کے حقوق درجہ بدرجہ مقرر فرمائے ہیں اور مومنوں کی ذمہ واری ٹھہرائی ہے کہ وہ یہ حقوق ادا کرتے رہیں۔

غیر رشتہ دار افراد و طبقات کے حقوق

حضرات! قرآن مجید نے ایک طرف رشتہ داروں کے حقوق بیان فرمائے ہیں تو دوسری طرف اس نے تمام بنی نوع کے کمزور افراد و طبقات نیز جملہ اہل حق کے حقوق کو بیان فرما دیا ہے۔ یہ مضمون بہت وسیع ہے اور تقریر کا وقت معین و محدود۔ اسلئے میں اس جگہ ان افراد و طبقات کا مجموعی ذکر کرتا ہوں جن کے حقوق خدا کی پاک کتاب قرآن مجید نے بیان فرمائے ہیں۔ وہ اصولاً چوبیس (۲۴) طبقات ہیں:۔

(۱) یتامیٰ (۲) مساکین (۳) فقراء (۴) مسافر (۵) مالی ذمہ داریوں کے بوجھ کے نیچے دبے ہوئے (۶) بیت المال اور دیگر ادارہ جات کے کارکن۔ (۷) مقروض (۸) غلام لونڈیاں (۹) السائلین (۱۰) المحروم (۱۱) الجار ذی القربیٰ (۱۲) الجار الجنب (۱۳) الصاحب بالجنب (۱۴) المؤلفة قلوبهم (۱۵) المهاجرین فی سبیل اللہ (۱۶) الایامیٰ۔ بیوائیں۔ (۱۷) قیدی (۱۸) مزدور (۱۹) مالک (۲۰) رعایا (۲۱) حکمران (۲۲) دوست (۲۳) عام دشمن۔ (۲۴) برسرپیکار دشمن۔

ان سب طبقات کے لئے قرآن مجید نے جو حقوق بیان فرمائے ہیں اور ان کے بارے میں جو ہدایات دی ہیں وہ ایک ضخیم کتاب اور متواتر کئی لیکچروں کی متقاضی ہیں۔ وقت کی پابندی کرتے ہوئے میں آیات قرآنیہ کے بیان کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں۔

انسانی طبقات میں یتیم سب سے بے کس ہوتا ہے۔ یتامیٰ اور دوسرے مستحقین کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۱) فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ (الضحیٰ ع) کہ یتیموں کے ساتھ سختی سے مت پیش آؤ۔

(۲) كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ (الفجر ع) اے کافرو! تم لوگ یتیموں کا اعزاز نہیں کرتے۔

(۳) اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ (الماعون ع) کیا تو نہیں جانتا کہ یہ قیامت کے مکذب وہ ہیں جو یتیموں کو دھتکارتے رہتے ہیں۔

(۴) وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ○ فَكُّ رَقَبَةٍ ○ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ○ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ○ (البلد ع) تجھے کس طرح معلوم ہو کہ روحانیت کی بلند گھاٹی کیا ہے اور کس طرح سر کی جاتی ہے؟ یہ گردنوں کا آزاد کرنا اور قحط کے ایام میں رشتہ دار یتیموں کو کھانا کھلانا ہے۔

(۵) وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا (الدہر ع) مومن اللہ کی محبت کی بناء پر مسکینوں، یتامیٰ اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

(۶) وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَّاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ (بقرہ ع) لوگ تجھ سے یتیموں کے بارے میں دریافت کریں گے تو اُن سے کہہ دے کہ ان کی اصلاح کرنا بہرحال بہتر ہے اور اگر تم ان کو اپنے خاندان میں پوری طرح شامل کر لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔

(۷) وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (بنی اسرائیل ع) یتیم کے مال کے قریب اسی طریق سے جاؤ جو اس کے لئے زیادہ مفید اور بہتر ہو۔

(۸) فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (الروم ع) اے مومن! تو رشتہ داروں کو اُن کا حق دے مسکین اور مسافر کو بھی اُن کا حق ادا کر۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں اُن کے لئے یہ کارِ خیر بہت بہتر ہے یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

(۹) مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ (الحشر ع) جو اموال بستی والوں کے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو بطور غنیمت عطا فرمائے وہ اللہ کے لئے ہیں اس کے رسول کے لئے ہیں۔ رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہیں تاکہ اموال صرف صاحبِ ثروت لوگوں میں ہی گردش نہ کرتے رہیں بلکہ سب کو اپنا اپنا حصہ مل سکے۔

(۱۰) اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ○ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ○ (الحاقہ ع) وہ جہنمی منکر نہ خدائے عظیم پر ایمان لاتا تھا اور نہ ہی مسکین کے کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔ گویا مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دینا بھی نیکی ہے۔

(۱۱) كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ

الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۨ الْوَصِيَّةُ
لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ○ (بقرہ ع۲۲) متقی
انسانوں پر یہ حق واجب ہے کہ ان میں سے
ہر ایک مرنے کے وقت پیچھے مال چھوڑنے پر
ماں باپ اور رشتہ داروں کے لئے مناسب
وصیت کر جائے۔

(۱۲) وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ
وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ (بقرہ ع۲۲)
بہترین نیک وہ ہے جو دیگر اعمال صالحہ کے
ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر اپنے
رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں
اور مسافروں اور مانگنے والوں کو نیز
گردنوں کے آزاد کرانے کے لئے مال دیتا ہے

(۱۳) قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ
وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ
فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ○ (بقرہ ع۲۶) اے
رسول! تو انہیں کہہ دے کہ اے لوگو! تم جو
بھی مال خرچ کرو وہ ماں باپ رشتہ داروں
یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے خرچ
کرو۔ یاد رہے کہ تم جو بھی بھلائی کا کام
کروگے اللہ تعالیٰ اُسے بخوبی جانتا ہے۔

(۱۴) وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى
وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ
وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
(نساء ع۶) تم والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو
نیز رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتہ دار
پڑوسیوں، اجنبی پڑوسیوں، ساتھ بیٹھنے والوں،
مسافروں اور اپنے مملوکوں سے بھی حسن سلوک
کرتے رہو۔

(۱۵) اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ
وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ
قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ
وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ
(توبہ ع۸) صدقات کے مصارف آٹھ ہیں
(۱) فقراء (۲) مساکین (۳) کارندے
(۴) نومسلم اور زیر تبلیغ افراد (۵) غلام
(۶) مقروض (۷) راہ خدا کے اخراجات
(۸) مسافر۔ ان سب پر زکوٰۃ کے اموال خرچ
ہوں گے۔

(۱۶) وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ
وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى
وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ
اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (نور ع۳) ثروت
اور وسعت والے ایسی قسم نہ کھایا کریں کہ وہ

رشتہ داروں، مسکینوں اور مہاجرین فی سبیل اللہ لوگوں پر اموال خرچ نہ کریں گے۔ انہیں عفو و درگزر سے کام لینا چاہیئے۔ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی مغفرت سے نوازے۔ اللہ بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(۱۷) وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ (نور ع۴)

تمہیں چاہیئے کہ اپنے ہاں کی بیواؤں، غلاموں اور لونڈیوں کی شادی کرا دیا کرو۔

(۱۸) وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ (نور ع۴)

تمہارے غلاموں لونڈیوں میں سے جو مکاتبت کرنا چاہیں یعنی اپنے حصہ کا تاوان جنگ خود کما کر ادا کرنے کے لئے معاہدہ کرنا چاہیں تم انہیں یہ سہولت ضرور دو۔

(۱۹) اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ (نساء ع۸)

اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں اُن کے اہل کے سپرد کرو یعنی اہل لوگوں کو حکمرانی کے لئے انتخاب کرو۔ (پھر حکام سے فرمایا کہ) جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے پر مقرر ہو تو ہمیشہ عدل و انصاف کا فیصلہ کرو۔

(۲۰) اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ (النحل ع۱۲)

اللہ تعالیٰ تاکیدی حکم دیتا ہے کہ ہمیشہ عدل کرو اور احسان کرو اور رشتہ داروں کو اُن کے حقوق دو۔ اللہ تعالیٰ بے حیائی کے کاموں، ناپسندیدہ کاموں اور بغاوت سے منع کرتا ہے تا تم نصیحت حاصل کرو۔

حضرات! ان بیس آیات پر غور و تدبر کی نظر کرنے سے ان تمام حقوق کا نقشہ سامنے آجاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مختلف انسانی طبقات کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔

عامۃ الناس کے حقوق عامہ

اب میں آخر میں قرآن مجید کی ان آیات کا اختصاراً ذکر کرتا ہوں جن میں معاشرہ کو بہتر بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حقوقِ عامہ بیان فرمائے ہیں۔ فرمایا:-

(۱) وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى (انعام ع۱۹) کہ تم جب بھی بات کرو عدل و انصاف کی بات کرو خواہ وہ بات تمہارے رشتہ دار کے خلاف پڑتی ہو۔

(۲) وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ (بنی اسرائیل ع۴)

کہ ماپ اور تول میں درست پیمانہ اور ترازو سے ماپو اور تولو۔

(۳) كُلُوا مِنْ ثَمَرِهٖ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهٖ (انعام ع) کہ کھیتی اور درختوں کے پھل سے جب وہ پک جائے خود بھی کھاؤ اور اسکے کاٹنے کے وقت اس کا حق بھی ادا کرو۔

(۴) وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (بنی اسرائیل ع) میرے بندوں کو کہہ دیں کہ وہ باہم ہمیشہ ایسی ہی گفتگو کیا کریں جو اچھی اور شستہ ہو۔

(۵) اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (المؤمنون ع) شر کو دور کرنے کے لئے اچھا اور نرم ترین رویہ اختیار کرو۔

(۶) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا (النور ع) اے ایماندارو! دوسروں کے گھر میں بغیر اجازت حاصل کئے مت داخل ہو۔ جب بھی گھروں میں جاؤ تو مکان کے رہنے والوں کو السلام علیکم کہو۔

(۷) وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا (نساء ع) جب تمہیں سلامتی کا تحفہ دیا جائے تو اس سے بہتر لفظوں میں جواب دو یا کم از کم اس کے برابر جواب ضرور دو۔

(۸) لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (نساء ع) تم آپس میں دوسروں کے مال کو ناجائز ذرائع سے مت کھاؤ۔

(۹) وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ (ہود ع) تم لوگوں کو ان کی چیزیں پوری دو، ان میں کوئی کمی نہ کرو۔ ملک میں فساد پیدا نہ کیا جائے

(۱۰) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ (المائدہ ع) اے ایماندارو! اپنے معاہدات کو پوری طرح پورا کرو۔

(۱۱) وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ (نساء ع) اگر مقتول ایسی قوم کا فرد ہو جن سے تمہارا معاہدہ ہے تو ایک مومن غلام آزاد کرنے کے علاوہ اس مقتول کے رشتہ داروں کو دیت بھی دی جائے گی۔

(۱۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَى بِهِمَا قف (نساء ع) اے مومنو! اللہ کے لئے انصاف سے سچی گواہی دینے والے بنو خواہ یہ گواہی خود تمہارے اپنے یا تمہارے ماں باپ یا رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ شخص جن کے خلاف گواہی دی جاتی ہے مالدار ہے یا غریب

ہے تم اس کی پرواہ نہ کرو۔ اللہ ان کا سب سے قریبی ہے

(۱۳) وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ○ (المعارج ع) مومن وہ لوگ ہیں جو اپنے عہدوں اور اپنی امانتوں کا لحاظ کرنے والے ہیں اور اپنی گواہیوں کو قائم کرنے والے ہیں۔

(۱۴) وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا (لقمان ع) تم لوگوں سے اپنا منہ نہ پھیرو اور زمین میں اکڑ کر مت چلو۔

(۱۵) وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○ (الشوریٰ ع) بدی کا بدلہ یا اس کی سزا اسی قدر ہے۔ ہاں جو درگزر سے کام لے اور اصلاح کا موجب بنے تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ ظالم لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

بھائیو! میری تقریر کا وقت ختم ہونے والا ہے۔ اسلئے میں ان پندرہ آیات کے ذکر کرنے پر ہی اکتفاء کرتا ہوں۔ ان کا ترجمہ تو کر دیا ہے مگر ان پر تفصیلی بات کرنے کا موقعہ نہیں ہے تاہم یہ کہنا ضروری ہے کہ انسانوں کے عمومی حقوق کے لحاظ سے بھی قرآن مجید نے نہایت جامع ہدایات دی ہیں۔

حقوق العباد کے بارے میں ایک حدیث نبویؐ

بالآخر میں حقوق العباد کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ذکر کر کے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں اور وہ یہ ہے:۔

عن ابی هريرةؓ انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أتدرون ما المفلس قالوا المفلس فينا من لا درهم له ولا متاع فقال انّ المفلس من اُمّتي من يأتي يوم القيامة بصلٰوة وصيام و زكٰوة ويأتي قد شتم هٰذا وقذف هٰذا و أكل مال هٰذا وسفك دم هٰذا وضرب هٰذا فيعطى هٰذا من حسناته وهٰذا من حسناته فان فنيت حسناته قبل ان يقضى ما عليه أخذ من خطايا هم فطرحت عليه ثمّ طرح في النار (رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے

کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ مفلس و قلاش کون ہوتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہمارے ہاں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس سرمایہ اور سامان نہ ہو۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری اُمت میں سے مفلس وہ ہوگا جو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس نے نمازیں اور روزے ادا کئے ہوں گے اور زکوٰۃ بھی دی ہوگی مگر اس کے ساتھ ہی اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر اتہام باندھا ہوگا، اس کا مال کھایا ہوگا، اس کا خون بہایا ہوگا اور اسے مارا پیٹا ہوگا۔ پس اس کی نیکیاں اسے اور اُسے دیدی جائیں گی۔ اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور ابھی اسکے ذمہ لوگوں کی حق تلفیاں باقی ہوں گی تو ان لوگوں کی بدیاں لے کر اس شخص پر ڈال دی جائیں گی اور اُسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔"

اس حدیث نبوی سے بڑھ کر حقوق العباد کی ادائیگی اور اپنے دامن کو ہر طرف سے بچا کر چلنے کی کیا تلقین ہو سکتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے ہم سب کو اپنے احکام کے سمجھنے، ان پر عمل پیرا ہونے اور جملہ حقوق کے بہتر رنگ میں ادا کرنے والے بنائیں۔ اللّٰھم آمین۔

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے

تضمین از مکرم عبدالحمید صاحب آصف ایم۔اے

بستی مری وہ چھن گئی جو قادیان ہے
اس قادیاں کو جانتا سارا جہان ہے

تیرے ہی ہاتھ سے لگا یہ دیں کا چمن
اپنے چمن کا آپ ہی تُو باغبان ہے

دنیا کی الفتوں سے مرے دل کو پاک کر
قادر ہے مہربان ہے ربِّ جہان ہے

ڈرتا نہیں وہ رستم و اسفندیار سے
مارا ہے جس نے نفس کو وہ پہلوان ہے

کیسا کرم خدا کا ہے بنجر زمین پر
ربوہ کی سرزمین بھی دارالامان ہے

ربوہ کو جس نے خواب میں دیکھا وہ کون ہے؟
محمود ابنِ میرزا شیریں زبان ہے

ناصر کی گفتگو سُنی سب نے یہی کہا
دریائے علم و معرفت کا ترجمان ہے

کس شان کے سپوت یہ احمد کے ہیں غلام
"برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے"

الانسان الكامل

(بقلم الاستاذ محمد عثمان الصدّيقي ايم - اے)

يَا حَبَّذَا ! مَا رُتْبَةُ الْإِنْسَانِ
سَبَقَ الْمَلَائِكَ خُطْوَةُ الْإِنْسَانِ

فِيْ لَيْلَةِ الْمِعْرَاجِ حَتّٰى سِدْرَةٍ
فِي الْقُرْبِ كَانَ نِهَايَةُ الْإِنْسَانِ

لَا شَكَّ فِيْ أَنَّ النَّبِيَّ الْمُصْطَفٰى
نَحْوَ الْمَعَارِجِ قُدْوَةُ الْإِنْسَانِ

وَلٰهكَذَا فِيْ عِفَّةٍ وَ طَهَارَةٍ
وَكَرَامَةٍ هُوَ أُسْوَةُ الْإِنْسَانِ

فِيْ ذَاتِ حَضْرَتِهِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ
قَدْ تَمَّ إِنْسَانِيَّةُ الْإِنْسَانِ

مِنْ رَّبِّنَا بِرِضَائِهِ خُصَّتْ لَهُ
يَوْمَ الْحِسَابِ شَفَاعَةُ الْإِنْسَانِ

مِنْ قَبْلِهِ فِيْ كُلِّ آفَاقِ الْوَرٰى
قَدْ كَانَ عَمَّ غِوَايَةُ الْإِنْسَانِ

لِلْفَرْقِ بَيْنَ حَلَالِهِ وَحَرَامِهِ
مَا كَانَ قَطُّ شَرِيْعَةُ الْإِنْسَانِ

فِيْ هٰذِهِ الْحَالَاتِ كَانَ ظُهُوْرُ مَنْ
هُوَ فِي الْحَقِيْقَةِ رَحْمَةُ الْإِنْسَانِ

بِقُدُوْمِهِ بِهِدَايَةٍ مِنْ غَيْبِهِ
رَأْسًا تَغَيَّرَ حَالَةُ الْإِنْسَانِ

بِمَجِيْئِهِ حَقَّ الْوِقَاءُ عَنِ الرَّدٰى
إِلَّا لَكَانَ هَلَاكَةُ الْإِنْسَانِ

مِنْ كُفْرِهِ وَ فُسُوْقِهِ وَفُجُوْرِهِ
بِهُدَاهُ كَانَ سَلَامَةُ الْإِنْسَانِ

فِيْ حُسْنِهِ وَجَمَالِهِ وَ جَلَالِهِ
وَكَمَالِهِ هُوَ صَفْوَةُ الْإِنْسَانِ

مَا فِيْهِ مِنْ خَيْرَاتِهِ ، فِيْ غَيْرِهِ
عَنْهَا تَقَاصَرَ طَاقَةُ الْإِنْسَانِ

مَا فِيْهِ مِنْ أَخْلَاقِهِ ، فِيْ غَيْرِهِ
عَنْهَا تَأَخَّرَ سِيْرَةُ الْإِنْسَانِ

مِنْ ظَالِمٍ أَوْ مُشْرِكٍ أَوْ كَافِرٍ
صُلَحَاءَ صَيَّرَ مَسَّةُ الْإِنْسَانِ

لَا تَسْئَلُوْا عَمَّا لَهُ مِنْ رِّفْعَةٍ
فِيْ رِفْعَةٍ هُوَ غِبْطَةُ الْإِنْسَانِ

ظَهَرَتْ عَلَيْنَا فِيْ حَقِيْقَتِهَا إِذَا
ظَهَرَ النَّبِيُّ حَقِيْقَةُ الْإِنْسَانِ

هُوَ مِنْ أُسُوْدِ اللّٰهِ أَسَدٌ بَاسِلٌ
وَبِهِ الْعِنَادُ هَلَاكَةُ الْإِنْسَانِ

وَبِهِ التَّعَلُّقُ نَجْوَةُ الْإِنْسَانِ
وَفَلَاحُهٗ وَ سَعَادَةُ الْإِنْسَانِ

وَالْآنَ وَجَبَ بِهِ تَقَرُّبُ رَبِّنَا
حَتّٰى يَكُوْنَ قِيَامَةُ الْإِنْسَانِ

يَا رَبَّنَا ! صَلِّ عَلٰى سَلِّمْ عَلٰى
مَنْ فِي الْخَلَائِقِ زِيْنَةُ الْإِنْسَانِ

مُقتبسات

(۱)

"چٹان کا نئے سال کا پہلا جھوٹ"

ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

عنوان بالا سے ہفت روزہ "لاہور" ۸ر جنوری ۱۹۷۳ء کا شذرہ ہے :-

لاہور سے جناب فہیم الدین صاحب کا مکتوب! رقمطراز ہیں :

"— مدیر محترم! آپ کے ایک ہمعصر ہفتہ وار "چٹان" نے اپنے نئے سال کی اولین اشاعت میں جماعت احمدیہ کے سربراہ میرزا ناصر احمد صاحب کی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے :

"— میرزا ناصر احمد نے اپنے سالانہ جلسہ میں اس امر کا دعویٰ کیا ہے کہ ان کی جماعت کے پیرو تمام دنیا میں **ایک کروڑ** ہو گئے ہیں — ہمارے نزدیک میرزا صاحب کا یہ دعویٰ محض تعلّی ہے۔ وہ اس طرح اپنے سامعین کو مرعوب کرنا چاہتے ہیں اور حکومت کو دھوکا دیتے ہیں۔ کیا وہ اس کا ثبوت بہم پہنچانے کو تیار ہیں؟"

پھر آگے لکھتے ہیں :

"— جس تقریب کو وہ اپنی مقدس تقریب قرار دیتے اور ہر سال بڑے اہتمام سے اس کا انعقاد کرتے ہیں۔ اگر اس میں شرکا کی تعداد اسّی ہزار ہے تو باقی کیا رہ جاتا ہے میرزائی سارے پاکستان میں **دو لاکھ** سے زائد نہیں۔ ہمارا خیال ہے یہ تعداد بھی زیادہ ہے۔" (چٹان یکم جنوری ۱۹۷۳ء صہ)

میں اس جماعت کا رکن نہیں، نہ میں نے یہ جلسہ دیکھا ہے۔ البتہ چٹان کے علاوہ آپ کے **لاہور** کا باقاعدہ خریدار اور قاری ضرور ہوں۔ چٹان کی یہ عبارت پڑھتے ہی میرا ماتھا جو ٹھنکا تو میں نے اس کی فائل کی ورق گردانی شروع کی تو مجھے اس کی ۲۴ر فروری ۱۹۷۱ء کی اشاعت کے صفحہ ۹ پر "منظم اقلیت کا رول" کے عنوان کے تلے مدیر چٹان کی یہ تحریر دکھائی دی :

"— مسلمانوں کی ان مخصوص طرز کی جماعتوں کے ذریعہ انہوں نے اپنے کام کے بے شمار آدمی اسمبلیوں میں پہنچا دئیے ہیں ... مغربی حصے میں **۲۲ لاکھ سے زائد قادیانی اقلیت اپنے سارے ووٹوں کے ساتھ پیپلز پارٹی کی رضاکار تنظیم بن گئی اور اس اقلیت نے جس** جانفشانی، محنت، ایثار و قربانی، والہانہ انہماک، سازش، جوڑ توڑ اور شرافت و اخلاق کے ہر معیار کو پھاند کر پیپلز پارٹی کے لئے

کام کیا۔ اس پر مغربی حصے کا ہر شہری چشم دید گواہ ہے۔"

کیسی عجیب منطق ہے کہ یا تو اس جماعت کے اُن رضاکاروں کی تعداد ہی بائیس (۲۲) لاکھ سے زائد تھی (صرف مغربی پاکستان میں) جو پچھلے عام انتخابات میں پیپلز پارٹی کے مستعد معاون تھے یا ایک سال بعد ان رضاکاروں کے تمام کنبوں کے افراد کی مجموعی تعداد بھی دو لاکھ بلکہ دو لاکھ سے بھی کم رہ گئی ــــ خدا جانے یہ کانگریس کے پروردہ صحافتی قلمکار جھوٹ کس حساب سے بولتے ہیں حالانکہ اگر ان رضاکاروں کے اکیس سال سے کم عمر کے افراد کنبہ اور اُن بزرگوں اور بوڑھوں کو بھی شامل کر لیا جائے جو انتخابات میں بطور رضاکار کام نہ کر سکے تو صرف مغربی پاکستان ہی میں جماعت کی تعداد پینسٹھ سے ستر لاکھ تک تسلیم کرنی پڑے گی! اسے سیرالیون، نائیجیریا، گیمبیا، کینیا، لائبیریا، انڈونیشیا نامی ممالک (جہاں کی جماعتوں کی تعداد کے بارے میں اُن ملکوں کی حکومتوں اور بیرونی پریس کو بھی تسلیم ہے کہ وہ لاکھوں میں ہیں) ــــ ان سب کو ملا کر دیکھنے سے تو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جناب محترم میرزا ناصر احمد صاحب کا اپنی جماعت کی تعداد ایک کروڑ بتانا ایک محتاط ترین تخمینہ ہے ــــ اور خود "چٹان" کے اوراق اس کا ناقابل تردید ثبوت ہیں ــــ کیا آپ "چٹان" کے نئے سال کے اس پہلے جھوٹ اور اس کی دیانت تبصرہ پر کوئی تبصرہ کرنا پسند فرمائیں گے! والسلام نیاز کیش: نسیم الدین (لاہور)"

"ــــ محترمی! اصل بات یہ ہے کہ "چٹان" اپنی پالیسی کے ہاتھوں مجبور ہے۔ جھوٹ بولنا، جھوٹ تراشنا اور جھوٹ پھیلانا اس کی صحافت کے بنیادی بائی لاز میں شامل ہے۔ اور افترا سازی اس کا پیشہ ہے۔ کوشش یہی کرنی چاہیئے کہ اس کی ہفوات کا نوٹس لے کر "اشاعت کذب" کا مرتکب نہ ہوا جائے۔" (لاہور ۴ر جنوری ۱۹۷۳ء)

(۲)

انبیاء کرام کی دو قسمیں

مفتی شجاعت علی صاحب ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی میں لکھتے ہیں:-

"مفتی (محمد اکمل) صاحب نے اس فتویٰ میں ایک بات نہایت ہی غیر موزوں لکھدی اور وہ یہ کہ نبیوں کی تقسیم کر ڈالی۔ فرماتے ہیں کہ۔

"نیز یہ کہ انبیائے کرام دو قسم کے گزرے ہیں۔ ایک وہ جو مستقل طور پر صاحب شریعت تھے جو اصطلاح میں رسول کہلاتے ہیں اور دوسرے وہ جو کسی رسول کے ذیلی اور موید ہوتے ہیں"

میرے خیال میں کسی نبی کو ذیلی کہنا ایسا ہی ہے جیسے

قادیانی ظلی، بروزی اور امتی کی اصطلاحیں بیان کرتے ہیں۔ پھر ذیلی کے یہ معنی کرنا کہ جو پہلے نبی کی تصدیق و تائید کرتا ہو بالکل ہی من گھڑت ہے۔ یہ بات ہر مسلمان جانتا ہے کہ ہر بعد والے نبی نے پہلے نبی کی تائید و تصدیق کی اور خود حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء علیہم السلام پر مہر تصدیق ثبت فرمائی تو بقول مفتی صاحب سب سے بڑے ذیلی نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔ معاذ اللہ۔

خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن و حدیث میں کہیں کسی نبی کو ذیلی نہیں کہا گیا۔ ہر نبی مستقل نبی ہوتا ہے۔ نبوت میں اصلی، نقلی، ذیلی، ظلی، بروزی، حقیقی، مجازی، امتی وغیرہ اصطلاحات کی گنجائش نہیں ہے۔ علماء دیوبند کے سردار مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں "ختم نبوت" کے ایسے معنے کئے کہ آج تک قادیانی انہیں دعائیں دیتے ہیں اور ان کے کلام کو اپنی تائید میں سرفہرست رکھتے ہیں۔ اب مفتی محمد اکمل صاحب نے نبیوں کی قسمیں بیان فرما کر "ذیلی" نبی ایجاد کر لیا۔ جس سے قادیانیوں نے سکون کا سانس لیا ہوگا۔"

{ رسالہ ترجمان اہلسنت کراچی
جنوری ۱۹۷۲ء صفحہ ۱۹-۲۰ }

———— (۳) ————

دُودھ دینے والا بکرا

روزنامہ نوائے وقت لاہور کے "سر راہے" میں لکھا ہے:۔

" امریکہ کی طرف سے اپالو نمبر ۱۷ چاند کی طرف جا رہا ہے اور جرمنی کی ہوہن ہائم یونیورسٹی ایک بکرے پر تحقیق کر رہی ہے جو بکریوں کی مانند دودھ دیتا ہے اور دوہا جاتا ہے۔ اس بکرے کے متعلق کہا گیا ہے کہ اسے ایک گاؤں وتھولنگن کے لوگوں نے ذبح کرنے کی غرض سے خریدا تھا۔ وہ اسے موٹا کرنا چاہتے تھے۔ گرمی کے دن آئے تو بکرے کی نر والی خصوصیات میں مادہ والی خصوصیات پیدا ہونے لگیں۔ اس کے تھن اُگ آئے اور اتنے بڑھے کہ ان سے دودھ دوہا جانے لگا۔ انسانوں کے بارے میں تو دیر سے خبریں آ رہی تھیں کہ بعض کی جنس تبدیل ہوئی۔ لڑکی لڑکا بن گئی اور لڑکا لڑکی بن گیا۔ لیکن بکرے کے متعلق دنیا بھر میں یہ پہلی خبر ہے کہ سردیوں میں بکرا تھا گرمیوں میں بکری بن گیا اور بکری بھی ایسی کہ دودھ دینے لگی۔ اور ماہر حیوانات کو چکرا کر رکھ دیا۔ چلیئے ان لوگوں کا کیا گیا البتہ نئی روشنی نے بہاں اور بہت سے محاوروں کا خون کر دیا ایک اور محاورہ کا خون ہو گیا۔ محاورہ یہ تھا کہ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی؟ اس بکرے نے استفہامیہ محاورے

کا جواب مہیا کر دیا ہے کہ جب تک وہ بچے کی بنا رہے گا اور دودھ دیتا رہے گا فیرا کا خیر ہے۔" (۱۰ دسمبر ۱۹۷۲ء)

(۴)

"تصویر اسلام میں حرام اور ممنوع ہے"

ہفت روزہ الاعتصام لاہور مندرجہ بالا عنوان سے لکھتا ہے:-

"تصویروں کی حرمت کا مسئلہ ایسا ہے جو اُمتِ مسلمہ کا اجماعی نیز چودہ سو سال سے مسلّم چلا آرہا ہے۔ نہ صرف یہ کہ سب ہی محدثین، فقہا، علماء اور ائمہ کرامؒ اس کے ناجائز ہونے پر متفق ہیں بلکہ احادیث کی رُو سے یہ مسئلہ معمولی بھی نہیں۔ اس کا وزر و گناہ غیر معمولی اور اس پر عذاب شدید کی سخت وعید آئی ہے لیکن آج عملاً اس اہم مسئلے کی ہر طرف سے بے توجہی ہو رہی ہے۔ کیا بے دین سیاست دان اور کیا مذہب کا نام لینے والے سیاسی علماء و زعماء سب پورے دھڑلے سے اس کی حرمت کو پامال کر رہے ہیں۔ کسی کی نظر میں بھی اس کی اہمیت نہیں رہی جس کا ایک نتیجہ یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ پاکستان کے ۹۹ فی صد اخباروں کے رپورٹر بے محابا فوٹو لیتے اور ان کو پوری بے باکی سے شائع کراتے ہیں اور کسی کے ضمیر میں کوئی کسک نہیں پیدا ہوتی۔ بے دینوں سے تو کوئی گلہ شکوہ نہیں۔ ان کی اکثریت تو شاید مذہب کی افادیت و ضرورت کی ہی قائل نہ ہو لیکن ان سیاست زدہ اور شہرت کے بھوکے "علماء" کے کردار پر سخت تعجب ہے جو اپنے طرزِ عمل سے اس مسئلے کی اہمیت کو دن بدن کم یا ختم کئے جا رہے ہیں۔ کیا انہیں اپنے منصب کی ذمہ داریوں اور تقاضوں کا احساس نہیں؟ کیا خدا کے سامنے کھڑے ہو کر جوابدہی کے تصور سے ان کے دل خالی ہیں؟" !

(الاعتصام ۲۲ دسمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۱)

(۵)

جہادِ گفتن جہادِ کشتن سے بہتر ہے

ہفت روزہ المنبر لائلپور میں شائع شدہ "مکتوبات مجدد" سے دو اقتباس:-

(الف) "حدیث شریف میں ہے لن یؤمن احدکم حتّٰی یقال انہ مجنون تم میں سے کوئی اس وقت تک ہرگز کامل ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک اس کو دین کے معاملے میں مجنون نہ کہا جائے۔"

(ب) "یہ جہاد قولی جو آج آپ کو میسر ہے جہاد اکبر ہے اس کو غنیمت سمجھئے اور اس میں ترقی طلب کیجئے اس جہاد گفتن کو جہاد کشتن سے بہتر جانئے۔"

(المنبر ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۲ء)

ایک تبصرہ

تفہیماتِ ربانیہ

محترم جناب مولوی نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر ماہنامہ تحریکِ جدید نے کتاب تفہیماتِ ربانیہ پر مندرجہ ذیل الفاظ میں تبصرہ فرمایا ہے:-

"موضوع بھی اہم اور مصنف بھی نہایت تجربہ کار اور اعلیٰ پایہ کے عالم۔ جبھی تو یہ کتاب ایک عرصہ سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہر طبقہ میں مقبول ہے۔

موضوع ہے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر ہر قسم کے اعتراضات کے تسلی بخش جوابات اور مصنف ہیں محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری سلسلہ کے مبلغ اور الفرقان کے مدیر شہیر۔

احمدیت کا پیغام دوسروں تک پہنچانا ہر احمدی کا فرض ہے اور بہتوں کے لئے اس فرض کا ادا کر لینا کوئی مشکل بھی نہیں لیکن اس فرض کو کما حقہٗ ادا کرنے کے لیے یہ بات اشد ضروری ہے کہ پیغام پہنچانے والے کو پتہ ہو کہ سننے والا کس رنگ میں اور کیا اعتراض کر سکتا ہے اور اس اعتراض کا تسلی بخش جواب کیا ہے۔ اور یہ مدد تفہیماتِ ربانیہ سے مل سکتی ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ یہ کتاب ہر مبلغ اسلام اور ہر احمدی کے پاس ہونی چاہیئے تاکہ تبلیغ کا فریضہ کما حقہٗ ادا کیا جا سکے۔ ہماری یہ بھی خواہش ہے کہ اس کتاب کے چیدہ چیدہ حصے انگریزی زبان میں بھی ترجمہ ہو جائیں اور ایک مختصر سی کتاب انگریزی دان طبقہ کے ہاتھوں میں دی جا سکے جس میں غیر از جماعت احباب کے اعتراضات اور ہمارے جوابات موجود ہوں۔ تاکہ احمدیت کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہو۔

کتابت و طباعت عمدہ۔

کتاب دفتر الفرقان ربوہ سے مل سکتی ہے۔

قیمت مجلد تیرہ روپے ہے"۔

الفرقان۔ کتاب تفہیماتِ ربانیہ کا دوسرا ایڈیشن بھی ختم ہو گیا ہے۔ اب تیسرے ایڈیشن کے لئے نظرِ ثالث کر کے اختصار کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ احباب اس کی طباعت و مزید اشاعت میں بھرپور تعاون فرمائیں گے انشاء اللہ۔

توسیع اشاعت

(۱) ماہنامہ الفرقان کاغذ کی گرانی و نایابی کے باعث کافی زیربار ہو گیا ہے مخلص احباب اس کی اعانت اور توسیع اشاعت کے لئے خاص کوشش فرمائیں تو انشاء اللہ رسالہ باقاعدہ جاری رہے گا۔

(۲) متعدد طالبان حق بلاقیمت رسالہ جاری کرنے کی درخواست کرتے رہتے ہیں۔ مد **مفت اشاعت** میں محترم السید ابراہیم آفندی نے یکصد روپیہ اور محترم ڈاکٹر محمد منیر صاحب امرتسری حال لاہور نے دس روپے ارسال فرمائے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(مینیجر الفرقان ربوہ)

اسلام احمدیت کی روز افزوں ترقی کا علمبردار

ماہنامہ **تحریک جدید** ربوہ

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں

اور

غیر از جماعت دوستوں کو پڑھائیں

چندہ سالانہ صرف دو روپے

(مینیجنگ ایڈیٹر)

مکتبۃ الفرقان کی مفید کتب

(۱) **مناظرہ مہت پور**

شیعہ صاحبان سے چار مضامین پر تحریری مناظرہ سفید کاغذ قیمت دو روپے۔

(۲) **تحریری مناظرہ**

پادری عبدالحق صاحب سے الوہیت مسیح پر تحریری مناظرہ۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

(۳) **بہائی شریعت پر تبصرہ**

بہائیوں کی اصلی شریعت مع ترجمہ و تبصرہ

قیمت ڈیڑھ روپیہ

(۴) **نبراس المؤمنین**

سو احادیث نبویہ کا سلیس ترجمہ و تشریح

قیمت پچاس پیسے

(۵) **القول المبین**

فاضل مدیر الفضل نے اپنے تبصرہ میں اس کتاب کے متعلق لکھا تھا۔

"اس مسئلہ پر اس نمبر کو انسائیکلو پیڈیا کہنا چاہیئے۔ یہ نمبر ختم نبوت اور نزول المسیح پر حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔"

قیمت مجلد دو روپے

نوٹ:۔ محصول ڈاک خریدار کے ذمہ ہے۔

(مینیجر مکتبہ الفرقان ربوہ)

ایک دواخانہ

جسے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۱ء میں اپنے مبارک ہاتھوں سے اپنے شاگردوں کے لئے جاری کیا

اس دواخانہ کی ایک کرن

حکیم نظام جان اینڈ سنز

کی شکل میں ساٹھ برس سے خدمتِ انسانیت میں بہتر سے بہتر طور پر مصروفِ عمل ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے شاگرد
والد محترم حکیم نظام جان صاحب اس دواخانہ کی سرپرستی فرماتے رہتے ہیں — !
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی دکھی مخلوق کی بہترین خدمت کی ہمیں توفیق بخشے ـ

میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ ربوہ

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ لاہور

کو

یاد رکھیں

روزنامہ الفضل

الفضل ہمارا، آپ کا اور سب کا اخبار ہے
اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے اقتباسات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے رُوح پرور خطبات، علماء سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں ـ

آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں ـ اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے ـ　(مینجر)

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

الفردوس

٨٥۔ انارکلی لاہور

مُفید اور مؤثر دوائیں

نور کا جبل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کے لئے نہایت مفید
خارش، پانی بہنا، بھینی، ناخنہ، ضعفِ بصارت
وغیرہ امراضِ چشم کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ عرصہ ساٹھ
سال سے استعمال میں ہے۔

خشک و تر قیمت فی شیشی سوا روپیہ

تریاقِ اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ
کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ
پیش کی جا رہی ہے۔

اٹھرا۔ بچوں کا مُردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے بعد
جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر ہونا
ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔

قیمت پندرہ روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ
گولبازار ربوہ۔ فون نمبر ۵۲۸

(طابع و ناشر ابو العطاء جالندھری بمطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت ۔ دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

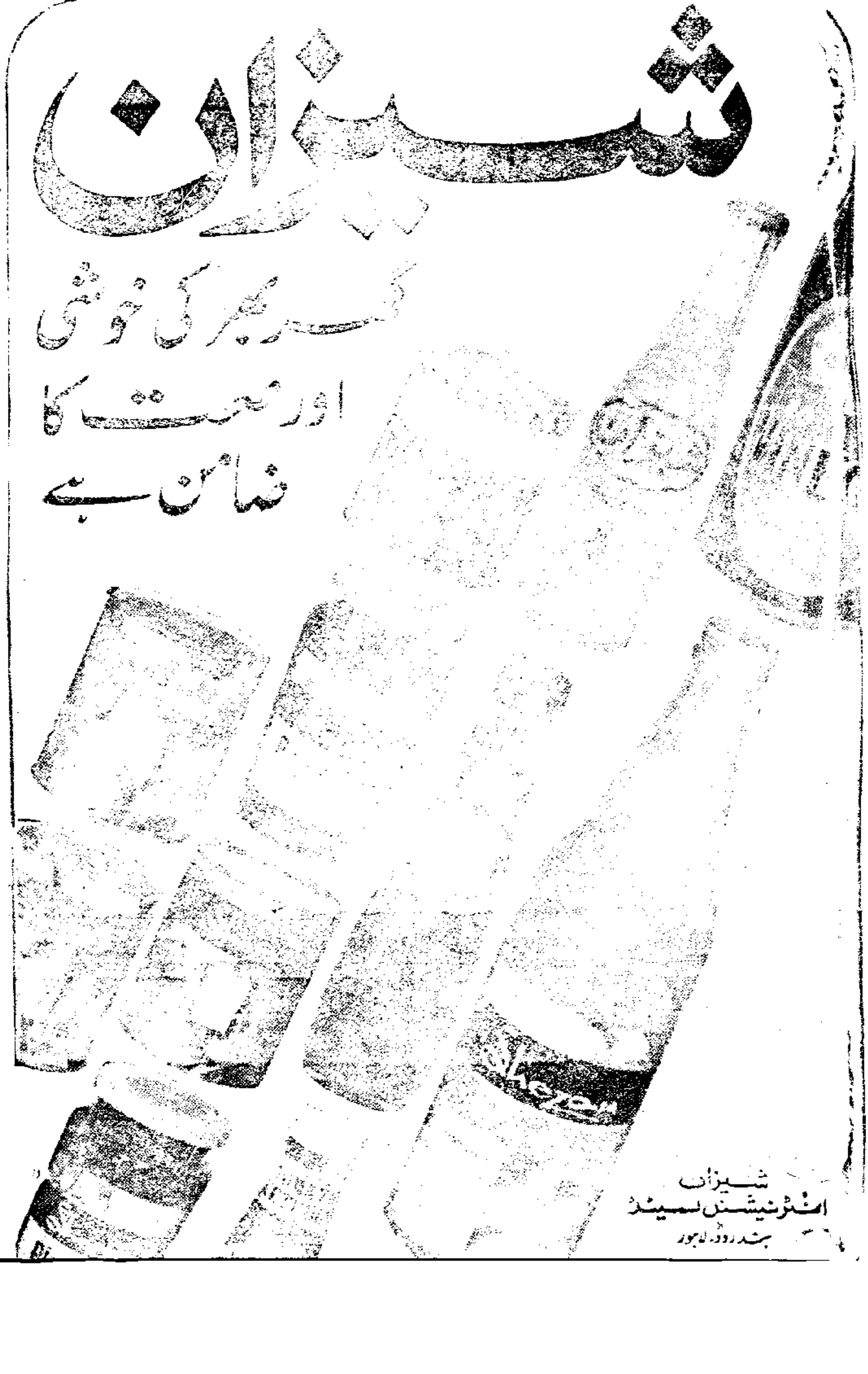

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
نشان ہے
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ، لاہور

مشرق اقصی میں تبلیغ اسلام

جماعت احمدیہ فجی کا تبلیغی وفد آنریبل سر البرٹ ہنری وزیر اعلی جزائر کوک (Cooks) کے ساتھ ۔ انہیں جماعت کی طرف سے خوش آمدید کہا گیا اور مبلغ انچارج مولانا محمد صدیق صاحب نے تبلیغی ایڈریس پیش کرنے کے بعد انہیں قرآن کریم انگریزی اور دیگر اسلامی لٹریچر پیش کیا ۔ ایڈریس کے جواب میں وزیر اعلی نے کہا کہ "آپ کے ایڈریس میں مجھے آپ کا یہ بتانا میرے لئے سب سے زیادہ دلچسپی کا باعث ہوا ہے کہ مسیح ؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ بچ کر کشمیر چلے گئے اور وہاں وفات پائی ۔ یہ پہلی بار آپ سے سنا ہے ۔ پھر فرمایا ۔ میں نے عمر بھر نہ کبھی اسلام کے متعلق کچھ سنا نہ پڑھا نہ کبھی قرآن کریم دیکھا ۔ اب آپ کی مہربانی سے قرآن کریم مل گیا ہے اور میں اسے ضرور پڑھونگا ۔"

ضلع گوجرانوالہ میں دودھ دینے والا بکرا

قاضی نذر محمد صاحب چک چٹھہ ضلع گوجرانوالہ نے یہ فوٹو فراہم کیا ہے ۔

Press Rabwah